ماہنامہ نصرۃ العلوم دسمبر ۲۰۲۱ء

[جلد ۲۶، شمارہ ۱۲]

::: فہرست :::

حالات وواقعات --- ○ --- مولانا زاہد الراشدی

شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم

افغانستان کا بحران اور ہمارا افسوسناک طرز عمل

روزنامہ اسلام لاہور ۲۷، نومبر ۲۰۲۱ء کی خبر کے مطابق امارت اسلامی افغانستان کے وزیر خارجہ مولوی محمد امیر خان متقی اپنے وفد کے ہمراہ دوحہ پہنچ گئے ہیں جہاں وہ افغانستان کی تازہ ترین صورت حال کے حوالہ سے امریکی حکمرانوں سے مذاکرات کریں گے، جبکہ اخبار کی ایک خبر میں بتایا گیا ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے وفاقی وزیر اطلاعات ونشریات جناب فواد چوھدری نے اسلام آباد میں اے۔ پی۔ پی کے ملازمین کی ایک تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ اسلحہ کی جنگ تو ختم ہوگئی اب باتوں کی جنگ جاری ہے، ان کا کہنا ہے کہ افغانستان کی جنگ ساڑھے تین گھنٹے میں ختم ہوگئی تھی، جب کابل کے حکمران بھاگ گئے تھے اور امریکہ جنگ ہار گیا تھا مگر اب باتوں اور بیانیہ کی جنگ جاری ہے۔

ہمارے خیال میں فواد چوہدری نے موجودہ صورت حال کے حوالہ سے ایک اہم سوال کا جواب دیا ہے کہ جب تمہاری جنگ ختم ہوگئی ہے تو اب کیا ہو رہا ہے اور امریکہ کے ساتھ مذاکرات کے نئے مرحلہ کی کیا ضرورت پیش آ گئی ہے؟ جس کے لیے دوحہ میں مذاکرات کے ایک اور دور کا آغاز ہوگیا ہے، وفاقی وزیر اطلاعات نے اس کی وجہ باتوں اور بیانیہ کی جنگ کو قرار دیا ہے اور ہمیں اس حد تک ان کی بات سے اتفاق ہے کہ اب جنگ باتوں اور بیانیہ کی ہے مگر اس سے اگلی بات بھی پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے کہ یہ صرف باتوں کی جنگ نہیں بلکہ نظریات اور تہذیب و ثقافت کی جنگ ہے جس کے ذریعہ میدان جنگ میں افغان طالبان کے ہاتھوں واضح شکست سے دوچار ہونے والی قوتیں اس جنگ کے مقاصد کو معاشی دباؤ اور نفسیاتی حربوں کے ذریعہ حاصل کرنے کے درپے ہیں اور امریکی اتحاد اس کوشش میں ہے کہ فلسفہ ونظام اور تہذیب وثقافت کے غلبہ کا جو ایجنڈا وہ ہتھیاروں کی جنگ میں پورا نہیں کر سکا اس کی تکمیل کے لیے سیاسی، معاشی اور نفسیاتی ہتھیاروں کو بروئے کار لا کر اپنی شکست کو فتح میں تبدیل کر لیا جائے۔

ہمارے نزدیک اس وقت افغان قوم تین بحرانوں سے دوچار ہے جو زیادہ تر مصنوعی ہیں اور امریکہ اور اس کے حواریوں کی پیدا کردہ ہیں۔

☆ افغانستان کی آزادی اور خودمختاری کو افغان قوم کے کسی فیصلہ کے علی الرغم بین الاقوامی معاہدات اور مغرب کے سیاسی شکنجے میں جکڑ لیا جائے تاکہ وہ ان بین الاقوامی معاملات کے بارے میں آزادی کے ساتھ خود کوئی فیصلہ نہ کر سکیں۔

☆ امارت اسلامی افغانستان کو ملک میں اسلامی شریعت کے نفاذ اور اپنے عقیدہ وثقافت کے مطابق کوئی نظام قائم کرنے سے ہر قیمت پر روکا جائے۔

☆ افغانستان کو معاشی ناکہ بندی اور بائیکاٹ کے ذریعہ ایسے حالات سے دوچار کر دیا جائے کہ وہ ایک آزاد اور خودمختار ملک کے طور پر کوئی نظم قائم نہ کر سکے اور سنگین ترین معاشی بحران کو حل کرنے کی بجائے مسلسل بڑھاتے ہوئے افغان قوم کو مغربی فلسفہ وثقافت کو بہرحال اختیار کرنے پر مجبور کر دیا جائے۔

اس مقصد کے لیے نہ صرف یہ کہ امارت اسلامی افغانستان کی حکومت کو تسلیم کرنے سے گریز کیا جا رہا ہے بلکہ دنیا کو ان کی معاشی امداد سے دور رکھنے کے لیے ہر قسم کے دباؤ اور حربے استعمال کیے جا رہے ہیں حتیٰ کہ امارت اسلامی افغانستان کے اس تقاضے کو بھی بے رحمانہ انداز میں نظرانداز کیا جا رہا ہے کہ اگر خود افغانستان کے منجمد اثاثے بحال کر دیے جائیں تو وہ کسی اور بیرونی مدد کے متقاضی نہیں ہیں۔

یہ سب کچھ مسلسل ہو رہا ہے، ساری دنیا کے سامنے ہو رہا ہے اور پوری ڈھٹائی کے ساتھ ہو رہا ہے، جس میں مغربی ملکوں اور استعماری قوتوں کا کردار تو سمجھ میں آتا ہے مگر مسلمہ مسلم ممالک بالخصوص اسلامی جمہوریہ پاکستان کا طرز عمل کم از کم ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ ''المسلم اخو المسلم لا یظلمه ولا یسلمه'' ہر مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے نہ خود اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو ظلم کے لیے کسی اور کے حوالے کرتا ہے جبکہ امت مسلمہ اس وقت خاموش تماشائی دکھائی دے رہی ہے بلکہ جب بھی کسی عملی کردار کا موقع آتا ہے تو اس کا وزن اور جھکاؤ منفی نظر آنے لگتا ہے۔ ان حالات میں مسلم حکومتوں سے کسی خیر کی توقع تو اب نظر نہیں آتی مگر علم ودانش اور رائے عامہ کا وہ میدان ضرور موجود ہے جس میں ارباب فکر ودانش اگر کچھ کرنا چاہیں تو اس کا راستہ نکالا جا سکتا ہے اس لئے ہم

☆ ارباب علم ودانش سے گزارش کریں گے کہ وہ خاموش تماشائی بنے رہنے کی بجائے اپنے کردار کو مؤثر طریقہ سے ادا کرنے کی کوئی صورت پیدا کریں جبکہ

☆ اصحاب ثروت سے بھی یہی گزارش ہے کہ اس سنگین معاشی بحران میں اپنے افغان بھائیوں کی امداد پر سنجیدہ توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق سے نوازیں، آمین یارب العالمین۔

خطبہ جمعۃ المبارک (غیر مطبوعہ) --- ○ --- مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ
بانی جامعہ نصرۃ العلوم

اکتساب وانفاق میں حلت وحرمت کی پابندی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی،اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

وَیَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ، قُلِ الْعَفْوَ، کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ o فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ۔ (البقرہ۔۲۱۹۔۲۲۰)

محترم حاضرین وبرادرانِ اسلام!

اخراجات کے مواقع اور مقدار

سورۃ البقرہ کی یہ آیات مبارکہ گزشتہ جمعہ اوراس سے پیوستہ جمعہ کے موقع پر بھی آپ کے سامنے تلاوت کی تھیں اور اِن آیات مبارکہ کے بارے میں کچھ مضمون بھی آپ کے گوش گزار کیا تھا، آج بھی اسی مضمون کو آگے بڑھانا مقصد ہے،ارشادِ خداوندی ہے وَیَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ۔ اے پیغمبرؑ! لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ مال کی کتنی مقدار خرچ کریں،قل العفو آپ بتلا دیں کہ اپنی جائز ضروریات سے زائد مال خرچ کردیں۔اسی سے قبل آیت ۲۱۵ میں اخراجات کے مواقع اور محل کے متعلق سوال کیا گیا تھا یسئلونك ماذا ینفقون کہ کن کن مواقع اور کن کن مدات پر خرچ کریں۔ گو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا قل ما انفقتم من خیر فللوالدین والاقربین ۔۔الآیۃ آپ کہہ دیں کہ اخراجاتِ زر کے معاملہ میں والدین کو اولیت دیں، پھر اپنے قرباء کو اوراس کے بعد پھر درجہ بدرجہ یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کی خدمت کو معمول بنالیں۔

غرضیکہ دوسروں پر خرچ کی نوبت اپنی جائز ضروریات پوری کرنے کے بعد آتی ہے، اپنی جائز ضروریات کے علاوہ اگر کسی صاحبِ مال آدمی پر حقوق وفرائض کی ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے تو وہ اس کو بھی پورا کرے اوراس

کے بعد جو بچ جائے وہ حسب مراتب دوسروں پر خرچ کرنے کا مکلّف ہے۔

حلت وحرمت کی پابندی

مال اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کیلئے مال کے اکتساب اور انفاق پر حلال وحرام کی پابندی بھی عائد کی ہے، مال حلال ذرائع یعنی جائز مواقع پر خرچ کرو، نہ حرام راستے سے کماؤ اور نہ ناجائز اور حرام راستے پر خرچ کرو، اللہ نے اس سلسلہ میں قرآن پاک کے مختلف مقامات پر ہدایات نازل فرمائی ہیں، مثلاً ارشاد خداوندی ہے ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔(البقرہ۔۱۸۸) آپس میں ایک دوسرے کا مال باطل طریقے سے مت کھاؤ۔

ناجائز ذرائع اکتساب بہت سے ہیں مثلاً چوری، ڈاکہ، چھینا جھپٹی، سود، رشوت، سمگلنگ، دھوکہ، فراڈ وغیرہ۔ زور آور لوگ دوسروں سے روپیہ پیسہ، سونا چاندی، کپڑا، غلہ، مویشی وغیرہ زبردستی چھین لیتے ہیں جو کہ قطعی حرام ہے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد مبارک ہے لا یحل مال امرءٍ الا بطبیب نفسہٖ کسی بھائی کا مال اس کی خوشی خاطر کے بغیر کسی دوسرے بھائی کیلئے حلال نہیں ہے، کیونکہ جو شخص حلال حرام کی پابندی کو خاطر میں لائے بغیر دوسرے کا مال کھاتا ہے، وہ گویا شیطان کے نقشِ قدم پر چلتا ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے یٰایھا الناس کلوا مما فی الارض حلٰلًا طیباً ولا تتبعوا خطوٰت الشیطٰن ، انہ لکم عدو مبینo (البقرہ۔۱۶۸) اے لوگو! زمین کی حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور شیطان کے نقشِ قدم پر نہ چلو کہ وہ تمہارا کھلا دشمن ہے، مطلب یہ ہے کہ اللہ کی شریعت میں نازل کردہ حلت وحرمت کے قانون کو توڑ کر حلال کی بجائے حرام مال استعمال کرنا گویا شیطان کے نقش قدم پر چلنا ہے اور اہل ایمان اس قانون کے پابند ہیں۔

حضور علیہ السلام کا حلال وحرام کے بارے میں ارشاد ہے، الحلال ما احل اللّٰہ والحرام ما حرم اللّٰہ یعنی حلال چیز وہ ہے جس کو اللہ نے اپنے دین اور شریعت میں حلال قرار دیا ہے اور حرام وہ ہے جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے، حلال وحرام قرر دینے کی صفت صرف اللہ جل شانہ کی ہے، یہ کسی اور کے اختیار کی بات نہیں ہے، حضور علیہ السلام کے ایک صحابی نعمانؓ نے سوال کیا، حضور! اگر میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لاؤں، قیامت پر میرا یقین ہو، میں نماز ادا کروں واحللتُ حلالاً و احرمتُ حراماً نیز حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھوں تو کیا میری نجات ہو جائے گی؟ حضورؐ نے فرمایا، ہاں یہ چیزیں مدارِ نجات ہیں، تمہاری نجات ہو جائے گی، البتہ اس

کے برخلاف چلنا اور اللہ کی حلال کردہ چیز کو حرام اور حرام کو حلال سمجھنا تو کفر کی بات ہے، شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کے بعد سارے نبیوں نے اپنی اپنی امتوں کو یہ مسئلہ سمجھایا کہ خنزیر کا گوشت حرام ہے، شاہ صاحبؒ کی حکمت کے مطابق اس جانور میں خلافِ فطرت دو خصلتیں پائی جاتی ہیں، ایک یہ کہ یہ نجاست کھانے والا جانور ہے، اور دوسری یہ کہ یہ بے غیرت جانور ہے اور جو شخص اس کا گوشت کھائے گا وہ بھی بے غیرت ہی ہوگا، پاکی اور پلیدی میں فرق کرنا ضروری ہے، ظاہری طور پر صاف ستھرا ہونا ایک بات ہے مگر نجاست سے پاکیزگی کا حصول دوسری چیز ہے، مثال کے طور پر فلٹر شدہ پیشاب بظاہر صاف و شفاف پانی نظر آتا ہے مگر اس کی جنس پیشاب ہے جو کہ نجس ہے اور قطعی حرام ہے، ہاں اگر کسی حرام چیز کی شکل تبدیل ہو کر کوئی دوسری چیز بن جائے تو وہ استعمال کی جا سکتی ہے، بہر حال حلال حرام اور پاک ناپاک کے قانون کی پابندی ضروری ہے اور اس کے خلاف چلنا شیطان کے نقشِ قدم پر چلنا ہے جو کہ بنی نوع انسان کا کھلا دشمن ہے۔

عیسائی عقیدہ میں تحریف

میں نے عرض کیا کہ خنزیر کا گوشت عیسیٰ علیہ السلام سمیت سارے نبیوں کی شرائع میں حرام رہا ہے، مگر عیسیٰ علیہ السلام کے بعد عیسائیوں نے خنزیر کو حلال قرار دیا ہے اور اسے بکری کی طرح کھاتے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پولس کے راستے سے آمدہ عیسائیت میں شرک والا عقیدہ بھی داخل ہو گیا حالانکہ حواریوں میں شرک کا شائبہ تک نہ تھا، وہ تو توحید کے قائل تھے اور عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بندہ تسلیم کرتے تھے اور یا عیسیٰ ابن مریم کہہ کر خطاب کرتے تھے، وہ ان کو تینوں میں تیسرا نہیں مانتے تھے بلکہ یہ خرابیاں تو بعد میں آنے والے عیسائی پادریوں نے پیدا کیں، کسی رومی بادشاہ نے خنزیر کو حلال قرار دینا چاہا تو پادریوں نے اُس کے حسبِ منشا فتویٰ دے دیا اور خنزیر عیسائی شریعت میں حلال قرار دیا گیا، اس قسم کے فتویٰ باز پادری، راہب، پیر، مولوی اور مشائخ ہر دور میں ملتے رہے ہیں جو اپنی ذاتی منفعت کی خاطر حلال و حرام کے فتوے دینے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے، مگر بایں ہمہ کچھ مکمل انسان اور اللہ کے کامل بندے بھی ہمیشہ رہے ہیں۔

ترکوں کے خلاف فتویٰ

پہلی جنگ عظیم میں ترکوں کو گرانے کیلئے انگریزوں کو سہارے کی ضرورت تھی کیونکہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنا بڑا مشکل تھا، چنانچہ اس وقت بھی انگریزوں کو ایسے دین فروش مولوی مل گئے جنہوں نے فتویٰ دے دیا کہ ترک فاسد ہیں، ان کے خلاف لڑنا جائز ہے، یہ تو صرف مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ تھے جنہوں نے برملا کہا تھا کہ ترک

فاسد تو ہو سکتے ہیں مگر کافر نہیں ہیں کہ ان کے خلاف جنگ کی جائے۔ آپ نے زرخرید مولویوں کے فتویٰ پر دستخط کرنے سے انکار کر دیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپ کو تاریک کوٹھڑی میں قید کیا گیا اور آپ کے جسم کو گرم سلاخوں سے داغا گیا۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ کے زمانہ میں جو شخص شاہی دربار میں جاتا وہ بادشاہ کو سجدہ کرتا مگر حضرت مجددؒ نے انکار کر دیا اور کہا کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کے سامنے سجدہ کرنا حرام ہے، اس کی پاداش میں آپ کو سات سال تک جیل میں رہنا پڑا، غرضیکہ اس دور میں بھی ایسے مفتی موجود تھے جنہوں نے بادشاہ کو سجدہ کرنا جائز قرار دے رکھا تھا، مگر کسی غلط فتویٰ کے ذریعے کوئی حلال چیز حرام یا حرام چیز حلال قرار نہیں پا سکتا، حرام چیز حرام ہی رہتی ہے اور کھانے والے یا استعمال کرنے والے گنہگار ہوتے ہیں۔

حرام کے ظاہری اور باطنی اثرات

حضور علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق کسی کا مال ناجائز طریقے پر مت کھاؤ کہ وہ حرام ہے، اگر حرام کھاؤ گے تو فساد پیدا ہوگا جو جسمانی بھی ہو سکتا ہے اور روحانی بھی، بعض اوقات یہ فساد ظاہری طور پر بھی محسوس ہو جاتا ہے، مثلاً اگر کوئی بہتا ہوا خون پیتا ہے جو کہ زہر آلود اور جراثیم آلود ہوتا ہے تو اس کے جسم میں خرابی پیدا ہو جائے گی، اسی طرح مردار کا گوشت کھانے سے جسم میں پھوڑے پھنسیاں نکل آتی ہیں، البتہ بعض چیزوں کی خرابی بالکل نظر یا محسوس نہیں ہوتی مگر ہوتی ضرور ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں جن چار محرمات کا ذکر کیا ہے ان میں مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کی خرابیاں تو ظاہر میں بھی محسوس ہوتی ہیں جیسا کہ میں نے عرض کیا، مگر چوتھی حرام شے وَمَآ اُھِلَّ لِغَیْرِ اللّٰہِ کے مطابق وہ چیز بھی حرام ہے جس پر اللہ کے سوا کسی دوسرے کا نام پکارا جائے یعنی کوئی چیز کسی جن، فرشتے یا کسی نبی، ولی یا بزرگ کے تقرب کیلئے مخصوص کر دی جائے، گویا نیاز کی جو چیز غیر اللہ کے لئے دی جائے، اگر چہ اُس میں بظاہر کوئی خرابی محسوس نہ ہوتی ہو، مگر وہ حرام ہوگی، اگر کوئی نیاز اللہ کے نام پر کسی بزرگ کے ثواب کیلئے دی جائے تو اُس میں کوئی اختلاف نہیں ہے، مگر ایسی چیز کو محتاج آدمی ہی کھا سکتے ہیں، وہ مسکینوں کا حق ہوتا ہے، کوئی غنی آدمی نیاز کی چیز نہیں کھا سکتا، مگر ہمارے ہاں صورتِ حال یہ ہے کہ گیارہویں کی نیاز دی جاتی ہے مگر اُسے صاحب خانہ سمیت رشتہ دار، دوست احباب صاحب مال ہونے کے باوجود کھا جاتے ہیں، بلکہ خاص طور پر انہیں دعوت دی جاتی ہے، اگر گیارہویں کی نیاز سے شیخ عبد القادر جیلانیؒ کو ایصال ثواب مقصد ہے تو پھر ناداروں کو کھلاؤ کیونکہ اللہ کا فرمان ہے انما الصدقٰت للفقراء والمسٰکین ۔۔الآیۃ (التوبہ۔۶۰) یہ صدقات تو ناداروں کا حق ہے، اس

میں سے اغنیاء کو کھانا قطعاً روا نہیں ہے۔

غیر اللہ کی نیاز میں جو اصل خرابی ہے وہ یہ ہے کہ یہ جس کے نام پر نیاز دی جاتی ہے اُس کا قرب حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے تاکہ وہ ہم سے خوش ہو کر بارگاہِ الٰہی میں ہماری سفارش کر دیں اور ہمارا کام آسان ہو جائے، پھر یہ زعم بھی ہوتا ہے کہ اگر فلاں بزرگ کی نیاز دے کر اُس کو راضی نہیں کریں گے تو ہمیں جانی یا مالی نقصان اٹھانا پڑے گا، فصل تباہ ہو جائے گی، جانور ہلاک ہو جائیں گے یا مال واولاد میں کمی آئے گی۔ دراصل ایسی نیاز کے پیچھے اسی قسم کا اعتقاد کارفرما ہوتا ہے، جس کی وجہ سے اس نیاز کو شریعت میں حرام قرار دیا گیا ہے، وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ کا یہی مطلب ہے، اگر مقصد کسی عزیز، رشتہ دار، والدین یا بزرگ کو ایصالِ ثواب ہو تو وہ تو ملت ابراہیمی کا مسلم اصول ہے، آپ ایصالِ ثواب کیلئے کھانا کھلائیں، محتاج کو کپڑا پہنائیں، بیمار کو دوائی خرید کر دے دیں، ضرورت کی کوئی دوسری چیز کسی مسکین کو دے دیں اور نیت یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب ہمارے فلاں فوت شدہ کو پہنچائے، اس کی بخشش کا ذریعہ بنا دے یا اس کے درجات بلند کر دے تو یہ بالکل جائز اور متفق علیہ مسئلہ ہے۔

کافر کیلئے دعاء مغفرت

البتہ یہ ہے کہ بخشش کی دعا مومن کیلئے کی جاسکتی ہے، اگر کوئی آدمی کفر اور شرک پر مر گیا ہو تو اس کے لیے بخشش کی دعا کرنے کی اجازت نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان یستغروا للمشرکین ولو کانوا اولی قربٰی من بعد ما تبین لھم انھم اصحٰب الجحیم۔ (التوبہ۔۱۱۳) نبی اور مومنوں کیلئے روا نہیں ہے کہ وہ مشرکوں کیلئے دعائے مغفرت کریں اگرچہ اُن کے قرابت دار ہی کیوں نہ ہوں، بعد اس کے کہ اُن پر واضح ہو گیا ہو کہ وہ جہنمی ہیں، جہاں تک ابراہیم علیہ السلام کا اپنے کافر باپ کیلئے دعائے مغفرت کرنے کا تعلق ہے تو اللہ نے واضح فرما دیا وما کان استغفار ابرھیم لابیه الا عن موعدۃ وعدھا ایاہ فلما تبین لهٗ انه عدو للّٰہ تبرا منه (التوبہ۔۱۱۴) ابراہیم علیہ السلام کی اپنے باپ کے حق میں دعائے مغفرت ایک وعدے کے تحت تھی جو انہوں نے اپنے باپ سے کر رکھا تھا، مگر جب ابراہیم علیہ السلام پر واضح ہو گیا کہ اُن کا باپ دشمنِ خدا تھا اور کفر پر ہی اس کا خاتمہ ہوا تو آپ نے بیزاری کا اعلان کر دیا، دراصل ابراہیم علیہ السلام نے بڑی کوشش کی تھی کہ اُن کا باپ ایمان لے آئے مگر وہ کسی طرح نہ مانا بلکہ مارا پیٹا اور دھکے دے کر گھر سے نکال دیا تو اس وقت آپ نے کہا کہ باپ! اور کچھ نہیں تو میں تیرے لیے بخشش کی دعا ہی کروں گا، مگر اللہ نے منع فرما دیا اور خود

ابراہیم علیہ السلام نے برات کا اظہار کر دیا اور اپنی قوم سے صاف صاف کہہ دیا کفرنا بکم وبدا بیننا وبینکم العداوۃ والبغضاء ابداً حتٰی تومنوا باللّٰہ وحدہ ہم تمہارا انکار کرتے ہیں، ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کیلئے عداوت اور دشمنی پیدا ہوگئی ہے، یہاں تک کہ ایک اللہ پر ایمان لے آ ؤ، لہٰذا اب بخشش کی دعا کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ہاں زندگی میں دعا کر سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایمان کی توفیق دے کر بخشش کا اہل بنا دے، لیکن جب خاتمہ ہو گیا تو معاملہ ختم ہو گیا، اب بخشش کی دعا مانگنا جائز نہیں ہے، البتہ یہ بھی ایک مسئلہ ہے کہ جو شخص کفر پر مر گیا اس کے بیٹے کے سامنے اس کی برائی بھی نہ کرو تا کہ اس کے زندہ لواحق کو تکلیف نہ پہنچے، آپؐ نے فرمایا کہ ابوجہل کے بیٹے حضرت عکرمہؓ کے سامنے اس کے باپ کو برا بھلا نہ کہو کہ اُس کو تکلیف پہنچے گی، اللہ کی توفیق سے عکرمہ پکا سچا مسلمان ہو گیا، اسلام کی خدمت کی اور بالآخر شہادت کے درجہ پر فائز ہوا۔

شرک کی مختلف قسمیں

میں نے عرض کیا کہ بعض چیزوں کی نجاست نظر نہیں آتی، نہ محسوس ہوتی ہے، اِن اشیاء میں غیر اللہ کی نذر بھی ہے، ویسے شرکیہ امور بہت انجام دیے جاتے ہیں، مثلاً عبادت میں شرک، اللہ کی صفات میں شرک، نیاز میں شرک، قسم میں شرک، رسم ورواج میں شرک۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الانعام میں شرک کی تمام اقسام کا رد فرمایا ہے اور ایمان اور توحید اچھی طرح سمجھا دی ہے جو کہ مدارِ نجات ہے۔ دودھ اللہ تعالیٰ کی بیش قیمت نعمت ہے مگر اس کو بھی نیاز کیلئے استعمال کیا جاتا ہے کہ فلاں مزار، فلاں بزرگ یا فلاں شخص کی نیاز کا دودھ ہے جو کہ اُس شخص کے تقرب کیلئے پیش کیا جاتا ہے، میں نے عرض کیا کہ دودھ بازار سے لایا گیا ہے ایک حصہ کو نیاز لغیر اللہ کیلئے مخصوص کر دیا گیا ہے اور دوسرا حصہ گھر میں عام استعمال کیلئے ہے، بظاہر دودھ کے دونوں میں حصوں میں کوئی فرق نہیں ہے، اسی طرح نیاز کے کھانے یا نیاز کی مٹھائی اور دوسرے کھانے اور مٹھائی میں بظاہر کوئی فرق نہیں ہے لیکن ملت ابراہیمیہ کو جاننے والے سمجھتے ہیں کہ غیر اللہ کی نیاز کھانے سے آدمی کی روح میں نجات پیدا ہو جاتی ہے، انسان کا ظاہر پلید نہیں ہوتا بلکہ باطن پلید ہو جاتا ہے، جب روح میں نجاست پیدا ہو جائے تو برائیاں پیدا ہوتی ہیں، حدیث میں آتا ہے کہ رات کو غافل سونے والے آدمی کو شیطان تھپکیاں دیتا رہتا ہے کہ سوئے رہو، ابھی بڑا وقت ہے، حتیٰ کہ فجر کی نماز کا وقت جاتا رہتا ہے اور سورج نکلا آتا ہے تو آدمی کو ہوش آتا ہے مگر اُس وقت شیطان اس کے منہ اور کان میں پیشاب کر کے چلا جاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا کام تو پورا ہو گیا، اب بے شک اٹھ کھڑا ہو، مطلب یہ ہے کہ شیطان کا پیشاب تو نظر نہیں آتا مگر اس کے اثرات ضرور ہوتے

ہیں، حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ایسا آدمی جب صبح کے وقت اٹھتا ہے تو نہایت سست ہوتا ہے، اس موقع پر محدثین کو اشکال پیدا ہوا کہ اس قسم کے آدمی بالعموم بڑے چست و چالاک ہوتے ہیں جبکہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ وہ سستی کا شکار ہوتے ہیں، دراصل نبی علیہ السلام کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ایسا آدمی نیکی کے کام میں بڑا سست ہے جبکہ برائی کے کاموں میں چست ثابت ہوتا ہے کیونکہ شیطان اس کے منہ اور کان میں پیشاب کر کے گیا ہے۔

باطن کی نجاست

طائف والوں کا ایک وفد مدینہ طیبہ میں حضور علیہ السلام سے بات چیت کرنے کیلئے آیا، اِن لوگوں نے ابھی اسلام قبول نہیں کیا تھا مگر حضور علیہ السلام نے اُن کا خیمہ مسجد نبوی کے صحن میں لگوا دیا، بعض صحابہ نے عرض کیا حضور! قوم مشرکون قوم انجاس یہ تو مشرک قوم اور نجس لوگ ہیں، آپ نے ان کا خیمہ مسجد نبوی کے پاکیزہ صحن میں لگوا دیا ہے، اللہ کے نبی نے جواب دیا انما انجاس الناس علی انفسهم ان لوگوں کی نجاست ان کی جانوں پر پڑی ہوئی ہے، یہ کوئی ایسی چیز نہیں جو مسجد کے صحن میں گر رہی ہو، اگرچہ ظاہر میں یہ لوگ صاف ستھرے ہیں مگر ان کے دل اور روح پلید ہیں جو ان کی اپنی جانوں تک ہی محدود ہیں، اگر کوئی آدمی گندہ جوتا پہن کر مسجد میں آ جائے تو ظاہر ہے کہ اللہ کا پاک گھر نجاست آلود ہو جائے گا، جبکہ اللہ کے گھر کو پاک صاف رکھنے کا حکم ہے، مسجدوں کو کوڑا کرکٹ اور ہر قسم کی نجاست سے پاک رکھنے کا حکم ہے بلکہ مسجدوں کو خوشبودار بنانے کی ترغیب دی گئی ہے، یہاں پنجاب میں تو ایسا رواج نہیں ہے، مگر ہندوستان کے بعض علاقوں میں یہ رواج ہے کہ جمعہ کے روز مسجدوں میں عود جلا کر انہیں خوشبودار بنایا جاتا ہے حتیٰ کہ حضور کا یہ فرمان بھی ہے کہ گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ کو بھی پاک صاف رکھو، خیال رکھو کہ وہاں پر مرغیاں نہ پھرتی رہیں یا بچے گندگی نہ پھیلائیں۔

بہرحال حضور علیہ السلام نے وفد طائف کے متعلق فرمایا کہ ان لوگوں کی نجاست تو ان کی جانوں پر پڑی ہوئی ہے، یہ کوئی ظاہری گندگی تو نہیں کہ اس سے مسجد آلودہ ہو جائے، بالکل اسی طرح غیر اللہ کی نیاز میں بظاہر تو کوئی نجاست یا خرابی نظر نہیں آتی بلکہ اس کی نجاست آدمی کی روح میں پڑتی ہے، لہٰذا نیاز اللہ تعالیٰ کے نام کی ہونی چاہئے، نیاز کو غیر اللہ کے نام پر نامزد کر کے شرک کا ارتکاب کیا گیا ہے، اس وجہ سے یہ ناپاک ہو گئی ہے، ایسی نیاز کھانے والے کی روح اور اس کا دل پلید ہو جاتا ہے اور وہ شیطانی کاموں میں بڑا چست جبکہ رحمانی کاموں میں سست واقع ہوتا ہے، جیسا کہ نماز ترک کرنے پر شیطان منہ اور کان میں پیشاب کر جاتا ہے۔

اضطراری حالت میں استثنا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کلوا مما فی الارض حلٰلًا طیبا زمین سے حاصل ہونے والی حلال اور پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، حلال وہ ہے جس کو اللہ نے شریعت میں حلال قرار دیا ہے، اور حرام اشیاء اور جانوروں کی بھی کتاب وسنت میں وضاحت کر دی گئی ہے، ہاں اگر کسی بھی انسان پر اضطراری حالت طاری ہو جائے تو اُس وقت جان بچانے کی خاطر حرام چیز کا استعمال بھی مباح ہو جاتا ہے، اللہ نے قرآن میں فرمایا کہ تمہیں کیا ہے کہ تم نہ کھاؤ اس میں سے جس پر اللہ کا نام لیا گیا ہے اور حرام اشیاء کی بھی خوب وضاحت کر دی گئی ہے جو تم نہیں کھا سکتے الا ما اضطررتم الیہ۔ (الانعام۔۱۱۹) سوائے اس کے کہ تم مضطر ہو، سفر میں کوئی حادثہ پیش آ گیا ہو اور بھوک سے جان کے تلف ہونے کا خطرہ ہو اور حرام چیز کے علاوہ حلال چیز فوری طور پر میسر بھی نہیں ہے تو اُس وقت تھوڑا سا مردار، خنزیر کا گوشت یا کوئی دوسری حرام چیز کھا کر جان بچا لینے سے آدمی گناہ گار نہیں ہو گا بشرطیکہ وقتی اضطرار کو شکم پروری یا منہ کے ذائقے کے طور پر استعمال نہ کیا جائے، آج کل ہسپتالوں میں مریض کے جسم میں دوسرے آدمی کا خون داخل کیا جاتا ہے، دم مسفوح قطعی حرام ہے مگر اضطراری حالت میں اس کی اجازت ہے، مریض مر رہا ہے اور ڈاکٹر کی رائے میں انتقال خون کا کوئی دوسرا بدل نہیں ہے تو پھر ایسی حالت میں خون کا انتقال روا ہو جاتا ہے، خون قدرت کی ایک ایسی صنعت ہے کہ موجودہ دور کے بڑے بڑے قابل ترین سائنس دان بھی مصنوعی خون نہیں بنا سکتے، سائنس دان خون کے اجزا معلوم کرنے میں تو کامیاب ہو گئے ہیں مگر ان اجزا کو جوڑنے کی صلاحیت حاصل نہیں کر سکے، یہ تو صرف قادر مطلق ہی کا کام ہے جو کہ علٰی کل شیءٍ قدیر ہے، اللہ تعالیٰ کس طرح انسانی غذا کو خون میں تبدیل کرتا ہے جو کہ آنتوں کے راستے جگر میں پہنچتا ہے، انسانی جگر قدرت کی بہت بڑی فیکٹری ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے لاکھوں بلکہ کروڑوں کارندے کام کرتے ہیں اور غذا کو خون میں تبدیل کر کے سارے جسم میں رواں دواں کر دیتے ہیں، اس کارخانہ قدرت میں ہونے والے کام کو اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے، تو میں نے عرض کیا کہ حلال چیز ہی استعمال کرنی چاہئے اور حرام سے پرہیز کرنا ضروری ہے، سوائے اضطراری حالت کے جب حرام بھی وقتی طور پر مباح ہو جاتا ہے۔

حلال کے ساتھ طیب کی شرط

اور پھر یہ کہ حلال ہونے کے ساتھ ساتھ کسی چیز کا پاک ہونا بھی ضروری ہے، کیونکہ کوئی حلال چیز خبیث بھی ہوسکتی ہے، مثلاً کوئی قصائی بکری خرید کر لاتا ہے، اللہ کا نام لے کر ذبح کرتا ہے اور پھر اُس کا گوشت بیچتا ہے تو وہ

گوشت حلال اور طیب ہوگا، اور اگر بکری چوری کی ہے اور بے شک اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہے مگر جانور کے حلال ہونے کے باوجود اس چوری شدہ بکری کا گوشت طیب نہیں ہوگا کیونکہ اس کے ساتھ غیر کا حق متعلق ہے، جب تک وہ قصائی توبہ نہیں کرتا اور دوسرے کا حق ادا نہیں کرتا یہ بکری خبیث ہی رہے گی، اس کے علاوہ کوئی حلال چیز بد بودار ہوگئی ہے تو وہ بھی خبیث ہے اور اس کے کھانے سے بیماری لاحق ہونے کا ڈر ہے، لہٰذا ایسی چیز بھی طیب نہیں ہے، اس کو نہیں کھانا چاہئے، اسی لئے اللہ نے فرمایا ہے کہ حلال اور طیب چیز کھاؤ، حرام چیز کا کھانا شیطان کے نقشِ قدم پر چلنے والی بات ہے اور شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے جو تمہیں ہلاکت کے گڑھے میں اتار دے گا۔

ضروری ذاتی اخراجات

الغرض! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی زبان سے کہلوایا کہ تمہاری جائز ضروریات پوری کرنے کے بعد جو کچھ بچ جائے وہ خرچ کر ڈالو، اِن اخراجات میں فرائض بھی ہیں، واجبات بھی ہیں، سنن اور مستحبات بھی ہیں، فرائض میں سے پہلے زکوٰۃ ہے وہ سال بہ سال ادا کرو، پھر قربانی اور صدقہ فطر واجب ہیں، وہ ادا کرو، اگر کوئی قریبی رشتہ دار نادار ہے تو اس کا خرچہ بھی واجب ہے، اس کے بعد اصحاب حقوق کا نمبر آتا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ۔ (بنی اسرائیل۔۲۶) قرابتداروں کو اُن کا حق ادا کرو اور مسکینوں اور مسافروں کو۔ اِن حقوق میں فرائض بھی ہیں اور واجبات بھی، اس کے علاوہ صاحب استطاعت ہے تو حج فرض ہے، وہ ادا کرو، عمرہ ادا کرو، پھر حصولِ علم کے لیے خرچ کرنا بھی فرائض میں داخل ہے۔

جہاد کی مختلف شکلیں

ابوداؤد اور مسند الیہ میں حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے جاھدوا باموالکم وانفسکم والسنتکم اپنے مالوں، جانوں اور زبانوں کے ساتھ جہاد کرو۔ تبلیغِ دین زبانی جہاد ہے، کسی کو کلمہ خیر اور کلمہ ایمان بتلانا، کسی کے شکوک وشبہات رفع کرنا، دین کی دعوت دینا، اس پر استقامت کی تلقین کرنا وغیرہ سب زبانی جہاد کے مختلف شعبے ہیں، اسی طرح مالی جہاد کے بھی بہت سے مواقع ہیں، علم کے حصول کیلئے خرچ کرنا، نادار طلباء کی مالی مدد کرنا، امام بخاریؒ، امام احمدؒ، امام اصفہانیؒ اور دیگر ائمہ نے حصول علم کیلئے بہت سا مال خرچ کیا اور دور دراز کے سفر اختیار کیے، امام ابوحنیفہؒ تاجر پیشہ تھے، ابریشم کی فیکٹری بھی تھی، اللہ نے بڑا مال دیا تھا، آپ اپنی آمدنی کا بڑا حصہ نادار طلباء پر خرچ کر دیتے تھے، امام ابو یوسفؒ غریب آدمی تھے، اُن کی والدہ نے گزر اوقات کیلئے آپ کو مزدوری پر لگا دیا، امام ابوحنیفہؒ کی نظر

انتخاب پڑی تو ان کی صلاحیتوں کو پہچان گئے، ماں کو راضی کر لیا اور سارا خرچہ برداشت کر کے انہیں تعلیم حاصل کرنے پر لگا دیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تیس لاکھ مربع میل پر مشتمل سلطنتِ عباسیہ کے چیف جسٹس کے عہدے پر فائز ہوئے، امام ابو یوسفؒ بڑے عبادت گزار تھے، تمام فرائض کے علاوہ ہر رات دو سو نفل بھی ادا کرتے، امام ابو حنیفہؒ کو اللہ نے مال سے نوازا تھا، آپ بیواؤں اور یتیموں کی مدد کرتے تھے، بعض اوقات رقوم کی تھیلی کسی مستحق کے گھر پہنچاتے مگر گھر والوں کو پتہ بھی نہیں چلتا تھا کہ کون دے گیا ہے، کبھی آپ اپنے کسی معتمد آدمی کے ذریعے بھی طلباء کی اعانت کرتے تا کہ کوئی بچہ علم سے محروم نہ رہ جائے، غرضیکہ علم کے لیے خرچ کرنا بھی جہاد ہی کی ایک شاخ ہے، جہاد میں حصہ لینے والے مجاہدین جو کافروں کے مقابلے میں جنگ کرتے ہیں، اُن پر خرچ کرنا بھی جہاد ہے، مگر آج کے مسلمانوں کو اِن باتوں کا علم نہیں ہو سکتا، وہ تو رسم و رواج میں خرچ کرنا، پتنگ بازی اور بارود اڑانے میں خرچ کرنا جانتے ہیں، بیاہ شادیوں میں بے دریغ اسراف کرنا جانتے ہیں اور موت کی رسموں میں بڑھ چڑھ خرچ کرتے ہیں۔

ارتکاز زر کی ممانعت

میں نے عرض کیا کہ اللہ نے فرمایا کہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کتنی مقدار میں خرچ کریں، آپ کہہ دیں کہ جو زائد ہو وہ خرچ کر دو، اپنی جائز ضروریات اور حقوق و فرائض کی ادائیگی کے بعد باقی خرچ کر دو اور دولت کو مرتکز نہ ہونے دو، ایسا کرو گے تو فرعون، ہامان، قارون، قیصر و کسریٰ کا طریقہ پیدا ہو جائے گا اور دنیا میں فساد برپا ہو جائے گا، دولت کو گردش میں رہنے دو تا کہ یہ معاشرے میں اسی طرح گردش کرے جس طرح انسانی جسم میں خون دوڑتا ہے، ارتکاز کی صورت میں معاشرے میں خرابیاں پیدا ہو جائیں گی اور پھر اس کی اصلاح مشکل ہو جائے گی، کچھ مزید وضاحت بھی کرنی ہے اللہ نے موقع دیا تو پھر عرض کر دوں گا۔

ایک اہم دینی مسئلہ

[س] کیا حیض و نفاس والی عورت تکبیر یا قرآنی دعائیں پڑھ سکتی ہے؟

[ج] قرآن نہیں پڑھ سکتی، البتہ تسبیحات سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر، درود شریف، توبہ استغفار کے کلمات ادا کر سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دینِ حق کے سمجھنے اور اس پر کاربند رہنے کی توفیق بخشے اور سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سبحانك اللّٰهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك۔

(تاریخ خطبہ ۲۳ فروری ۱۹۹۰ء)

مولانا محمد فیاض خان سواتی

شوقِ مطالعہ

حضرت نوحؑ کا حسن اور اس کا فیض

حافظ ابونعیم احمد بن عبداللہ الاصبہانیؒ المتوفی ۴۳۰ھ لکھتے ہیں۔

''وھب بن منبہؒ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ نوحؑ اپنے زمانہ میں سب سے خوبصورت تھے، اور وہ برقع پہنتے تھے، کشتی میں جب لوگوں کو بھوک پہنچتی، تو نوحؑ ان پر اپنے چہرہ کو کھولتے تو وہ سب سیراب ہو جاتے تھے۔''

(حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء عربی ج۴ ص۶۷ طبع بیروت، لبنان)

دنیا وآخرت کی سب سے افضل چیز

امام ابوبکر عبداللہ بن محمد القرشی المعروف بابن ابی الدنیاؒ المتوفی ۲۸۱ھ رقمطراز ہیں۔

''عروہؒ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ دنیا میں لوگوں کو جو سب سے افضل چیز عطاء کی گئی ہے، وہ عقل ہے اور آخرت میں جو سب سے افضل چیز وہ عطاء کئے جائیں گے، وہ اللہ عزوجل کی رضاء ہوگی۔''

(مجموعہ رسائل ابن ابی الدنیا العقل وفضلہ ویلیہ ذم الملاھی عربی ص۱۷ طبع بیروت، لبنان)

مؤطا کا حافظ

امام شمس الدین محمد بن احمد الذھبیؒ المتوفی ۷۴۸ھ رقمطراز ہیں۔

''الغازی ابن قیس، الامام شیخ الاندلس، ابومحمد الاندلسی المقری المتوفی ۱۹۹ھ۔۔۔۔ نے مؤطا حفظ کیا، اور وہ بنی امیہ کے موالی میں سے تھے۔۔۔۔ وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے نافعؒ کی قرات اور مؤطا مالکؒ کو اندلس میں داخل کیا۔'' (سیر اعلام النبلاء عربی ج۹ ص۳۲۲ وص۳۲۳ طبع بیروت، لبنان)

پرہیز کا اصول

شیخ ابوطالب محمد بن علی بن عطیہ الحارثی المکیؒ المتوفی ۳۸۶ھ رقمطراز ہیں۔

''بعض اہل طب نے کہا ہے کہ پرہیز دو علتوں میں سے ایک ہے، اور کہا گیا ہے کہ پرہیز صحیح کے لئے ضرر رساں ہے، جیسا کہ وہ علیل کیلئے فائدہ مند ہے۔'' (قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب عربی ج۲ ص۳۹۱، طبع مصر)

زمانہ طالب علمی، نوافل اور تعلیم

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ المتوفٰی ۱۴۰۲ھ نے فرمایا۔

''اسی زمانے کا قصہ ہے کہ اس نابکار کو بزرگی کا جوش ہوا اور مغرب کے بعد حضرت گنگوہی قدس سرہٗ کے حجرے کے سامنے لمبی نفلوں کی نیت باندھ لی، ابا جان نے آ کر ایک زوردار تھپڑ مارا اور فرمایا کہ ''سبق یاد نہیں کیا جاتا۔''

میرے چچا جان رحمۃ اللہ علیہ اس زمانے میں بڑی لمبی نفلیں پڑھا کرتے تھے، بعد مغرب سے عشاء کی اذان کے قریب فارغ ہوا کرتے تھے، لیکن والد صاحب کے یہاں مختصر سی نوافل کے بعد تعلیم کا سلسلہ شروع ہو جاتا، اس وقت تو مجھے بہت غصہ آیا کہ خود تو پڑھی نہیں جاتی، دوسروں کو بھی پڑھنے نہیں دیتے، مگر جلدی ہی سمجھ میں آ گیا کہ بات صحیح تھی، وہ نفلیں بھی شیطانی حربہ علم سے روکنے کے واسطے تھا، اس لئے کہ جب نفلیں پڑھنے کا دور آیا اب نفس بہانے ڈھونڈتا ہے۔'' (آپ بیتی (یاد ایام) نمبر ۱ ص۲۰، طبع کراچی)

امام اہل السنۃؒ کی بے نفسی اور تواضع

مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ المتوفٰی ۱۹۹۹ء رقمطراز ہیں۔

''حضرت شاہ (محمد یعقوب) صاحب مولانا (امام اہل السنۃ حضرت مولانا عبدالشکور لکھنوی فاروقیؒ) کی بے نفسی کے واقعات بھی سناتے تھے، فرمایا کہ ایک مرتبہ میرے کہنے پر جمعہ کی نماز پڑھائی، سورۃ والتین کے آخر میں بجائے ''فلهم اجر غير ممنون'' کے ''لهم اجر غير ممنون'' پڑھ دیا، مقتدیوں میں ایک صاحب بڑے سادہ لوح اور جلد باز تھے، پوری طرح سے سلام بھی نہیں پھرا تھا کہ پکار کر کہا صاحبو! ٹھہر جاؤ نماز دوبارہ ہوگی، مولانا نے میری طرف دیکھا اور فرمایا دوبارہ نماز پڑھاؤں؟ میں نے کہا کہ آپ ان کی باتوں کا کچھ خیال نہ کریں، یہ بڑے بھولے آدمی ہیں، شاہ صاحب فرماتے تھے کہ مولانا ایسے جلیل القدر عالم اور ''علم الفقہ'' کے مصنف تھے، لیکن بے نفسی اور تواضع کا یہ عالم تھا کہ یہ نہیں فرمایا کہ بھائی میں بھی کچھ پڑھا لکھا ہوں، نماز ہوگئی۔''

(پُرانے چراغ حصہ دوم ص۲۲۲، طبع کراچی)

اشعب طامع سے زیادہ لالچی

امام ابوالعباس شمس الدین احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلِکانؒ المتوفی ۶۸۱ھ رقمطراز ہیں۔

''(شعیب بن جبر المعروف اشعب الطامع جو عربوں کے ہاں لالچ میں ضرب المثل تھا)
اس سے پوچھا گیا کہ تو نے اپنے سے زیادہ لالچی کسی کو دیکھا ہے؟ اس نے کہا ہاں، میری ایک بکری چھت پر تھی اس کی نظر قوس وقزح پر پڑی، اس نے گمان کیا کہ یہ سبزہ باندھنے والی رسی ہے، تو وہ اس کی طرف چھت سے کودتے ہوئے لپکی، پس اس کی گردن ٹوٹ گئی۔'' (وفیات الاعیان وانباء وابناء الزمان عربی ج ۲ ص ۳۷۴، طبع قم، ایران)

ایسے کو تیسا

شیخ اکبر محی الدین بن عربیؒ المتوفی ۶۳۸ھ لکھتے ہیں۔

''ابوعلقمہ نحوی اعین طبیب پر داخل ہوا اور وہ کلام میں نرم (بے مقصد) الفاظ استعمال کیا کرتا تھا، اس نے طبیب سے کہا کہ میں اپنے دل میں معمہ اور اپنے پیٹ میں قرقرہ پاتا ہوں، تو طبیب نے نحوی سے کہا، بہرحال معمہ کو تو میں نہیں جانتا البتہ قرقرہ ناپختہ گوز ہے۔''

(کتاب محاضرۃ الابرار ومسامرۃ الاخیار فی الادبیات والنوادر والاخبار عربی ج ۲ ص ۲۹۹، طبع بیروت)

اسلام کا پہلا سریہ، خمس اور مالِ غنیمت

شیخ عزالدین ابی الحسن علی بن ابی الکرم محمد بن محمد الشیبانی المعروف با بن الاثیرؒ المتوفی ۶۳۰ھ لکھتے ہیں۔

''حضور نبی اکرمؐ نے (حضرت عبداللہ بن جحش ابو محمد الاسدیؓ) کو ایک سریہ کا امیر بنایا، ایک قول میں یہ ہے کہ وہ پہلے امیر ہیں جنہیں حضورؐ نے امیر بنایا، اور ان کی غنیمت پہلی غنیمت ہے جو مسلمانوں نے حاصل کی، غنیمت میں سے خمس نکالا گیا اور باقی تقسیم کی گئی، یہ اسلام میں پہلا خمس تھا، پھر وہ بدر میں شریک ہوئے اور احد میں شہید ہوئے۔'' (اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابۃ عربی ج ۳ ص ۱۳۱، طبع بیروت)

بھلائی کی پانچ چیزیں

امام شمس الدین محمد بن احمد الذھبیؒ المتوفی ۷۴۸ھ رقمطراز ہیں۔

''امام شافعیؒ نے فرمایا، بھلائی پانچ چیزوں میں ہے۔

(۱) نفس کی بے پرواہی۔

(۲) اذیت سے رکنا۔

(۳) حلال کمائی۔

(۴) تقویٰ۔

(۵) اور اللہ پر بھروسہ۔ (سیر اعلام النبلاء عربی ج ۱۰ ص ۹۷ طبع بیروت)

بانی دارالعلوم دیوبند کا انگریزی زبان سیکھنے کا عزم

حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانیؒ المتوفی ۱۹۵۶ء رقمطراز ہیں۔

''اس سلسلہ کی ایک دلچسپ بات وہ ہے جسے براہِ راست اس فقیر نے مولانا حافظ محمد احمد مرحوم سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند سے سنی تھی، اپنے والد مرحوم حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم کے متعلق یہ قصہ بیان کرتے تھے کہ آخری حج میں جب جا رہے تھے تو کپتان جہاز نے جو غالباً کوئی اٹالین (اٹلی کا باشندہ) تھا، عام مسلمانوں کے اس رجحان کو جسے مولانا کے ساتھ عموماً وہ دیکھ رہا تھا، یہ دریافت کیا کہ یہ کون صاحب ہیں، حجاج میں کوئی انگریزی جاننے والے مسلمان بھی تھے، انہوں نے کپتان سے مولانا کے حالات بیان کیے، اس نے ملنے کی خواہش ظاہر کی، وہاں کیا تھا مولانا بخوشی کپتان سے ملے، کپتان نے اجازت چاہی کہ کیا مذہبی مسائل پر گفتگو کر سکتا ہوں، مولانا نے اسے بھی منظور فرما لیا، وہی انگریزی خواں صاحب ترجمان بنے، کپتان پوچھتا تھا اور مولانا جواب دیتے تھے، تھوڑی دیر کے بعد مولانا کے خیالات کو سن کر وہ کچھ مبہوت سا ہو گیا، اور مولانا کے ساتھ اس کی گرویدگی اتنی بڑھی کہ قریب تھا کہ اسلام کا اعلان کر دے، اس نے شاید وعدہ بھی کیا کہ وہ ہندوستان حضرت سے ملنے کیلئے حاضر ہوگا، اس واقعہ کا مولانا محمد قاسم رحمۃ اللہ علیہ پر اتنا اثر پڑا کہ آپ نے جہاز پر ہی عزم فرما لیا کہ واپس ہونے کے بعد انگریزی زبان خود سیکھوں گا، کیونکہ مولانا کو یہ محسوس ہو رہا تھا کہ جتنا اثر کپتان پر براہِ راست گفتگو کرنے سے پڑ سکتا تھا، ترجمان کے ذریعہ وہ بات نہیں حاصل ہو رہی ہے، لیکن افسوس ہے کہ اجل مسمی نے واپس ہونے کے بعد فرصت نہ دی، کاش! یہ صورت پیش آ جاتی تو دارالعلوم دیوبند کی علمی تحریک کا رنگ یقیناً کچھ اور ہوتا، لوگوں کو اکابر دیوبند کے خیالات سے صحیح واقفیت نہیں ہے، ورنہ جن تنگ نظریوں کا الزام ان کی طرف عائد کیا جا رہا ہے، ان سے ان بزرگوں کی ذات بری تھی۔'' (پاک و ہند میں مسلمانوں کا نظام تعلیم و تربیت حصہ دوم ص ۳۹، ۴۰ طبع لاہور)

مولانا زاہدالراشدی
جانشین امام اہل السنۃؒ

نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل کتاب

[۲۳ ، نومبر منگل کو مرکزی جامع مسجد گوجرانوالہ میں ہفتہ وار درس کا خلاصہ]

بعدالحمدوالصلوٰۃ! الذین آتیناھم الکتاب یعرفونه کما یعرفون ابنائھم۔
جن کو ہم نے کتاب دی ہے اس سے وہ جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پہچانتے ہیں جیسے وہ اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں یعنی انہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچاننے میں کوئی دیر نہیں لگی مگر انکار کر دیا جس کی وجہ قرآن کریم نے یہ بیان کی ہے کہ ”حسدا من عند انفسھم “انہوں نے حسد کی وجہ سے ایمان لانے سے انکار کر دیا، حالانکہ وہ نہ صرف نبی آخرالزمان صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے بلکہ کانوا یستفتحون علی الذین کفروا من قبل اپنے مخالفوں کے خلاف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے فتح کی دعائیں کیا کرتے تھے، حسد اس بات کا تھا کہ انہیں یہ امید تھی کہ آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ان کی قوم میں آئیں گے مگر وہ بنی اسرائیل کی بجائے بنو اسماعیل میں مبعوث ہوئے جو یہودیوں اور عیسائیوں کی طرف سے انکار کی وجہ بن گیا۔

تاریخ وحدیث کے مختلف شواہد اس کی تائید کرتے ہیں کہ اہل کتاب اور اہل علم نے سابقہ کتابوں میں بیان کی گئی علامتوں کو دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تھا، ان میں سے دو چار کا ذکر کرنا چاہتا ہوں، سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابھی بارہ سال کی عمر میں تھے کہ چچا محترم جناب ابوطالب انہیں شام کے تجارتی سفر میں ساتھ لے گئے، راستہ میں ایک مقام پر بحیرا نامی عیسائی راہب نے پہچان لیا اور جناب ابوطالب کو مشورہ دیا کہ وہ انہیں شام میں نہ لے جائیں، وہاں کے یہودی بھی میری طرح پہچان لیں گے اور ان سے برداشت نہیں ہوگا، اس لیے نقصان پہنچانے کی کوشش کریں گے، چنانچہ چچا محترم انہیں وہیں سے واپس مکہ مکرمہ لے آئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب غار حرا میں پہلی وحی نازل ہوئی وہ واقعہ خلاف توقع اور خلاف معمول ہونے کی وجہ سے گھبراہٹ کا طاری ہونا فطری بات تھی جس پر ام المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے انہیں نہ صرف خود تسلی

دی بلکہ اپنے خاندان کے ایک بزرگ ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو عیسائی عالم تھے اور انجیل کا عربی میں ترجمہ کر کے لوگوں کو وعظ و نصیحت کیا کرتے تھے، انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے غار حرا کا واقعہ سن کر کہا کہ یہ وہی وحی ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر وادی طور میں نازل ہوئی تھی، اس کے ساتھ انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ جب آپ کو مکہ والے یہاں سے نکلنے پر مجبور کریں گے تو میں اگر اس وقت تک زندہ رہا تو آپ کی بھرپور مدد کروں گا، یہ بھی ایک بڑے عیسائی عالم کی شہادت تھی کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے آخری رسول کے طور پر پہچان لیا ہے۔

اس کے بعد جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے مکہ والوں کو ایمان لانے کی دعوت دینے پر پورا ماحول آپ کے خلاف ہو گیا اور آپ پر ایمان لانے والوں پر اہل مکہ کی زیادتیاں حد سے بڑھ گئیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت پر کچھ صحابہ کرامؓ حبشہ کی طرف ہجرت کر گئے جہاں کا بادشاہ عیسائی تھا، ان کا نام اصحمہؓ تھا اور نجاشی کے لقب سے انہیں پکارا جاتا تھا، مختلف شکایتیں کر کے اس سے تقاضہ کیا کہ وہ ان مہاجرین کو قریش کے وفد کے ہمراہ مکہ مکرمہ واپس بھیج دے، نجاشی بادشاہ نے مسلمانوں کو بلا کر ان کا موقف سنا تو اس دوران یہ بات بھی زیر بحث آئی کہ ان مسلمانوں کا حضرت مریم علیہا السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں موقف عیسائیوں کے عقیدہ کے خلاف ہے، مسلمانوں کے ترجمان اس وقت حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے بھائی حضرت جعفر طیارؓ تھے، وہ کہتے ہیں کہ میرے ذہن میں تھوڑی دیر کے لیے پریشانی آئی کہ بات تو درست ہے اس لیے صاف بات کرنے کی صورت میں بادشاہ کا موڈ بدل بھی سکتا ہے لیکن پھر خیال آیا کہ سچ ہی بولوں گا اور کوئی گول مول بات نہیں کروں گا، نتیجہ خواہ کچھ بھی ہو، فرماتے ہیں کہ یہ سوچ کر میں نے حضرت مریم و عیسیٰ علیہما السلام کے بارے میں قرآن کریم کی متعلقہ آیات نجاشی کے دربار میں تلاوت کر کے سنا دیں جس پر خود نجاشی کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس نے کہا کہ حقیقت تو وہی ہے جو انہوں نے بیان کی ہے، اسکے بعد نجاشی نے مسلمانوں کو نہ صرف پورا تحفظ دیا بلکہ خود بھی ایمان قبول کر لیا۔

پھر جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تو وہاں ان پر ایمان لانے والوں میں حضرت سلمان فارسیؓ بھی تھے، جو عیسائی عالم تھے، ان کا تعلق فارس کے مجوسی خاندان سے تھا مگر عیسائیت قبول کر کے بہت سے اہل علم کے ساتھ طویل عرصہ گزار چکے تھے اور ان کی ہدایات پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے انتظار اور تلاش میں تھے، انہیں کچھ لوگوں نے زبردستی پکڑ کر راستہ میں بیچ دیا اور کئی خاندانوں کی غلامی کرتے ہوئے یثرب کے ایک یہودی خاندان کے غلام کے طور پر قبا جا پہنچے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کے بعد کچھ عرصہ مقیم رہے، حضرت سلمان فارسیؓ کہتے ہیں کہ میں کئی روز تک عیسائی علماء کی بتائی ہوئی علامتوں کے مطابق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو

کرانہیں چیک کرتا رہااور بالآخر پہچان کرایمان لے آیااورحضورعلیہ السلام کے خدام میں شامل ہوگیا۔

اس سلسلہ میں تاریخ کی ایک اور اہم گواہی روم کے بادشاہ قیصر کی بھی ہے جو امام بخاریؒ نے تفصیل کے ساتھ بیان فرمائی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صلح حدیبیہ کے بعد دنیا کے بادشاہوں کو اسلام قبول کرنے کی دعوت کے لیے خطوط لکھے تو ایک گرامی نامہ قیصر روم ہرقل کے پاس بھی حضرت دحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں روانہ کیا۔ قیصر روم نے اس موقع پر صورت حال معلوم کرنے کے لیے مکہ مکرمہ کے کچھ لوگوں کو اپنے دربار میں بلانے کا اہتمام کیا جن میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بھی تھے جو اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں قریش مکہ کی قیادت کررہے تھے، روم کے بادشاہ نے حضرت ابوسفیانؓ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں مختلف سوالات کیےاوران کے جوابات سن کرکہا کہ جو کچھ آپ نے بیان کیا ہے وہ صحیح ہے تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم واقعتاً اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں اور میں خود ان کی آمد کا منتظر تھا، اس نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ مجھے اگر ان کی خدمت میں حاضری کا موقع ملا تو میں ان کے پاؤں اپنے ہاتھوں سے دھلانے کی سعادت حاصل کرنا چاہوں گا مگر ایمان نہیں لایا جس کی وجہ خود بیان کی کہ ''مجھے یہ توقع نہیں تھی کہ وہ آخری نبی تم عربوں میں آجائے گا۔''

یہ بات قرآن کریم کے ارشاد گرامی کی تائید کرتی ہے کہ اہل کتاب نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان تو لیا ہے مگر حسد کی وجہ سے ایمان لانے سے انکاری ہیں۔

یہ اس حوالہ سے تاریخ کی پرانی شہادتیں ہیں جبکہ آج بھی صورت حال یہی ہے، آپ دیکھیں کہ مغرب کے بہت سے عیسائی اور یہودی دانش ور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں کمی نہیں کرتے خوبیاں بیان کرتے ہیں، کمالات کا تذکرہ کرتے ہیں اور تعلیمات کا حوالہ بھی دیتے ہیں مگر ساتھ ہی یہ کہہ دیتے ہیں کہ وہ عربوں کے نبی تھے اور عربوں کے لیے تھے، ان میں سے کچھ دانش ور اسلام کو بھی صحیح مذہب کہہ دیتے ہیں اور قرآن کریم کو الہامی کتاب کہنے میں بھی بخل نہیں کرتے مگر اس اضافے کے ساتھ کہ یہ عربوں کے لیے تھے، عرب تہذیب تھی اور عرب ثقافت تھی، آج کے مغربی دانش وروں کا ایک طبقہ اسلام کو، قرآن کریم کو اور جناب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو عربوں کے دائرے میں محدود بیان کرکے تمام تر خوبیوں کے اعتراف کے باوجود ایمان لانے اور تسلیم کرنے سے گریز کرتا ہے اور قرآن کریم کے اس ارشاد کی عملی تائید کررہا ہے کہ جن کو ہم نے کتاب دی تھی وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پہچانتے ہیں جیسے اپنی اولاد کو پہچانتے ہیں، انہیں غلطی نہیں لگتی مگر حسد کی وجہ سے اور نسلی برتری کے درپردہ احساس اور غرور کے باعث ایمان لانے کیلئے تیار نہیں ہیں۔

[خطاب] مولانا محمد فیاض خان سواتی
[ضبط وترتیب] محمد حذیفہ خان سواتی

موت اور تجہیز وتکفین کے احکام

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، خُصُوْصاً عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ نُجُوْمِ الْھُدٰی، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِo

تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُo اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ، وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُo

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ، وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ، وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ۔

محترم حاضرین وبرادران اسلام وخواتین محترمات!

تلاوت کردہ آیت کا ترجمہ ومفہوم

میں نے آپ کے سامنے قرآن کریم انتیسویں پارہ میں سے ''سورۃ الملک'' کی پہلی دو آیتیں تلاوت کی ہیں، ایک دوست نے کچھ مسائل دریافت کیے ہیں، جن کا موت اور تجہیز وتکفین کے ساتھ تعلق ہے، آج اِن آیات کی روشنی میں، میں یہی مستقلاً عرض کرنا چاہتا ہوں، کیونکہ جب مسائل پوچھے جاتے ہیں اُس وقت ٹائم نہیں ہوتا، اس لیے آج میں نے یہ موضوع اختیار کیا ہے۔ سب سے پہلے اِس آیت کا ترجمہ ومفہوم عرض کیا جاتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں تَبٰرَکَ الَّذِیْ بہت ہی برکت والی ذات ہے وہ بِیَدِہِ الْمُلْکُ جس کے ہاتھ میں، قبضے میں بادشاہی ہے۔ وہ کون سی ذات ہے؟ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والی ہے۔ کوئی بھی چیز اس کے قبضہء قدرت سے باہر نہیں ہے۔ وہ ذات اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ جس نے

موت کو پیدا کیا اور زندگی کو پیدا کیا۔ اس حصہء آیت میں بہت سے عقائد کا ذکر کیا گیا ہے اور بہت سے نظریات کی تردید کی گئی ہے جو ایک مستقل موضوع ہے، لیکن آیت کے اگلے حصہ میں ہماری زندگی کا مقصد بیان کیا گیا ہے کہ ہماری پیدائش اور موت اس مقصد کیلئے ہے لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تاکہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے زیادہ اچھے عمل کرنے والا کون ہے۔ انسانی زندگی میں کس نے اچھے کام کیے ہیں، یہ زندگی اِس آزمائش کیلئے ہے۔ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ اور وہ ذات کامل قدرت کی مالک ہے، غالب ہے اور بخشش کرنے والی ہے۔

سورۃ الملک کی فضیلت

یہ ان دو آیات کا ترجمہ ومفہوم تھا، جو سورۃ الملک کی ابتدائی آیات ہیں۔ یہ سورۃ بڑی فضیلت والی ہے، اس کے متعلق دو تین باتیں عرض کرتا ہوں، اسی میں مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ یہ تیس آیات پر مشتمل چھوٹی سی سورت ہے، دو رکوع ہیں۔ تیس آیات والی اور بھی کچھ سورتیں ہیں۔ جناب رسول اللہؐ کا معمول یہ تھا کہ رات کو سوتے وقت اس سورت کی تلاوت فرما لیا کرتے تھے۔ سورۃ السجدۃ اور دیگر سورتوں کا بھی ذکر آتا ہے، لیکن سہولت کے ساتھ اگر یہ سورت ہی پڑھ لے تو سنت بھی ادا ہو جاتی ہے اور فائدہ بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کی ادائیگی کے دو طریقے ہوتے ہیں، جس کو زبانی یاد ہے وہ سونے سے قبل لیٹ کر زبانی پڑھ لے اور جس کو یاد نہیں ہے وہ قرآن کریم کھول کر پڑھ کر سو جائے۔ اس کا ایک یہ طریقہ بھی ہے، تاریخ میں آیا ہے کہ حضور نبی اکرمؐ کے خاندان کے جو بڑے بزرگ تھے، حضرت حسینؓ کے صاحبزادے امام زین العابدینؒ، جو کربلا کے میدان میں اکیلئے ہی بچے تھے، اُن کے جو صاحبزادے امام باقرؒ ہیں، بہت سے لوگوں کو یہ پتہ نہیں کہ امام باقرؒ ہمارے امام اعظمؒ ابوحنیفہؒ کے استاذ بھی ہیں اور پیرو مرشد بھی ہیں، آپ نے ان سے دو تین سال تصوف کا روحانی علم حاصل کیا، اُن کا معمول یہ تھا کہ وہ رات کو جب سونے لگتے تو اُس سے پہلے دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھتے اور اس میں سورۃ الملک پڑھ لیتے تھے، عمر رسیدہ آدمی تھے، تو ایک یہ طریقہ بھی آیا ہے۔ مختلف طریقے ہیں جس کو جس طرح سہولت ہو، پڑھ لینی چاہئے۔

اس کی فضیلت کے بارے میں حدیث میں ایک واقعہ آیا ہے، اس سے کچھ مسائل بھی حل ہو جاتے ہیں، ترمذی شریف میں موجود ہے، حضور نبی اکرمؐ کے کچھ صحابہؓ ایک سفر میں گئے، وہاں اُن کو خیمے لگانے کی ضرورت پیش آ گئی، رات کو قیام کرنا تھا اور ہر ایک نے اپنا اپنا خیمہ لگانا تھا، ظاہر بات ہے کہ خیمے چھوٹے چھوٹے ہوں گے، ایک صحابیؓ نے ایک جگہ پر اپنا خیمہ لگایا، سب نے رات کو اپنے اپنے خیموں میں سونا تھا، انہوں نے رات کو دیکھا، وہ سو

رہے تھے یا جاگ رہے تھے، زیادہ لوگوں نے اس بات کو لیا ہے کہ وہ جاگ رہے تھے، بعض کہتے ہیں کہ سوئے ہوئے تھے ان کو خواب آیا تھا، بہرحال دونوں طریقوں سے کوئی فرق نہیں پڑتا، انہوں نے اپنے کانوں سے سنا کہ زمین کے نیچے سے ایک آدمی کے سورۃ الملک پڑھنے کی آواز آ رہی ہے، وہ اس کی تلاوت کر رہا ہے، بڑے پریشان ہوئے، وہاں کسی زمانے میں کوئی قبر ہوگی جس کے آثار مٹ گئے ہوں گے، انہیں اس بات کا علم نہیں تھا اس لیے انہوں نے وہاں خیمہ لگا لیا، خیر بڑے حیران ہوئے کہ یہ کیسی آواز ہے، بیداری کی حالت میں سنا یا خواب میں محسوس کیا اس سے فرق نہیں پڑتا کیونکہ انہوں نے صبح حضور نبی اکرمؐ کی خدمت میں یہ بات پیش کر دی کہ رات میرے ساتھ یہ واقعہ پیش آیا ہے، جناب رسول اللہؐ نے اس موقع پر تین جملے ارشاد فرمائے۔

هِيَ الْمُنْجِيَةُ هِيَ الْمَانِعَةُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ یہ سورۃ الملک جو تو نے سنی ہے یہ روکنے والی ہے، یعنی جتنی بھی مصیبتیں، خرابیاں، تکالیف اور عذاب ہیں ان کو روکنے والی ہے، نجات دینے والی ہے، کوئی آدمی اس پر ایمان رکھتا ہے اور اس کے مطابق عمل کرتا ہے تو اس کے لیے یہ نجات دہندہ ہے، تیسری بات یہ کہ یہ قبر کے عذاب سے نجات دیتی ہے۔ اس وجہ سے یہ سورت تمام مسلمان مردوں اور خواتین کو یاد کرنی چاہئے تاکہ وہ اسے اپنے معمول میں لے آئیں، زندگی کے عمل میں جب آ جائے گی تو آخرت کی جو سب سے پہلی منزل ہے یہ اس کو اس میں فائدہ دے گی، یہ سورت چھوٹی ہے، سب یاد کر سکتے ہیں، پہلے بوڑھے اور بوڑھیوں کو یاد ہوتی تھی، اب تو جدید زمانہ آ گیا ہے، اب کوئی نہیں یاد کرتا، لہٰذا اس کو یاد کر کے عمل میں لانا چاہئے۔ اِس زندگی کے بعد جو سب سے پہلی منزل ہے وہ قبر کی منزل ہے، حضور نبی اکرمؐ کا فرمان مبارک ہے کہ جو آدمی اس پہلی منزل میں کامیاب ہو گیا اس کی اگلی منزلیں آسان ہو جائیں گی، یہ پہلی سیڑھی ہے۔

زندگی کے تین سب سے اہم مواقع

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ زندگی اور موت یہ دو بڑی اہم چیزیں ہیں۔ انسان کی زندگی میں تین مواقع سب سے اہم ہوتے ہیں، دو تو سب کے ساتھ پیش آتے ہیں اور ایک بعض لوگوں کے ساتھ پیش نہیں آتا۔ ایک پیدا ہونا اور دوسرا فوت ہونا یہ تو سب کے ساتھ ہونے والا۔ تیسرا شادی ہے، یہ بھی اکثر کے ساتھ ہوتا ہے، بعض ایسے ہوتے ہیں کہ اُن کے ساتھ یہ واقعہ نہیں ہوتا۔ یہ تین اہم ترین مواقع ہیں، پیدائش خوشی کا موقع ہے، شادی خوشی کا موقع ہے اور موت غمی کا موقع ہے۔ ان تین مواقع کے بارے میں ہم لوگ بالکل معلومات حاصل نہیں کرتے کہ ہمیں یہ

مواقع کیسے گزارنے چاہئیں اوران کا سنت طریقہ کیا ہے، ہمارے نبیؐ نے ان کے بارے میں کیا تعلیمات دی ہیں،کوئی پیدا ہوا ہے تو اس کے بارے میں کیا احکام ہیں،اس کی خوشی کیسے منانی چاہئے اوراس کے ساتھ کیسا سلوک کرنا چاہئے، شادی ہے تو اس موقع پر کیا کرنا چاہئے اور جب فوت ہو جائے تو اس کے ساتھ ہمیں کیا معاملہ کرنا چاہئے۔ یہ سب علیحدہ علیحدہ موضوع ہیں، میں سر دست چند باتیں موت کے حوالے سے جو ایک ساتھی نے پوچھی ہیں وہ عرض کرتا ہوں۔

موت کی حقیقت

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس آیت میں ایک نظریہ کی تردید کی ہے،سب سے پہلے تو یہ بات ذہن میں رکھیں کہ بعض لوگوں کا یہ نظریہ ہے کہ موت عدمی چیز ہے،آدمی مر گیا تو ختم ہو گیا،جیسا کہ ہم اکثر محاورۃً کہتے بھی رہتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اس نظریے کی تردید فرما رہے ہیں، کہتے ہیں کہ موت وجودی چیز ہے، کیونکہ جو چیز پیدا ہوتی ہے وہ وجودی ہوتی ہے،اس کو وجود دیا جاتا ہے،جب موت آتی ہے تو جو چیز موجود ہو اسی کو موت آتی ہے،اس کا نتیجہ یہ ہے کہ وہ ایک جہان سے دوسرے جہان میں منتقل ہو جاتا ہے،اسی وجہ سے عربی میں کہتے ہیں اَلْـمَـوْتُ جَسْـرٌ یُوْصِلُ الْحَبِیْبَ اِلَی الْحَبِیْبِ موت ایک پُل ہے جو صرف عبور کرنا ہے پھر آدمی دوسرے جہان میں پہنچ جاتا ہے،موت ایک پُل ہے جو ایک حبیب کو دوسرے حبیب کے ساتھ ملا دیتا ہے۔اس دنیا میں اگر مومن ہے تو اللہ اس کا حبیب ہے،وہ اس پُل کو عبور کر کے اللہ کے ساتھ مل جاتا ہے،لہٰذا موت ایک وجودی چیز ہے جو خدا کے علاوہ ہر ایک پر آنے والی ہے۔

اس کائنات میں سب سے زیادہ محبوب ذات جناب رسول اللہؐ کی ہے،ان سے زیادہ کوئی محبوب نہیں،لیکن موت ان پر بھی آئی، بلکہ تمام انبیاءؑ پر آئی سوائے حضرت عیسیٰؑ کے،ان پر بھی آئے گی لیکن اللہ نے ان کو زندہ آسمان پر اٹھایا اور وہ قربِ قیامت میں نازل ہوں گے،غرضیکہ موت سے کسی مسلمان،کافر،نیک،بد،مرد،عورت،بچے، بوڑھے،اچھے،برے کو مفر نہیں ہے اور دنیا کی یہ واحد حقیقت ہے جس کا کوئی بھی انکار نہیں کرتا،مسلمان ہو یا کافر سب کہتے ہیں کہ موت برحق ہے۔آج کل سائنس دان بہت سے تجربے کر رہے ہیں کہ آدمی زندہ رہ سکے،لیکن کبھی کامیاب نہیں ہوں گے، کیونکہ یہ خدا کے ساتھ مقابلہ کرنے والی بات ہے۔

حدیث میں آتا ہے ترمذی شریف میں موجود ہے کہ جب جنت والے جنت میں اور جہنم والے جہنم میں داخل ہو جائیں گے، نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ موت کو جنت اور جہنم کے درمیان ایک جگہ میں ایک دیوار پر لایا جائے گا اُتِـیَ بِالْمَوْتِ کَالْکَبْشِ الْاَ مْلَحِ ایک سفید دھاری دھار مینڈھے کی صورت میں اسے لایا جائے گا،اور پھر اس کو

وہاں ساری کائنات کے سامنے ذبح کردیا جائے گا، موت کی بھی موت آجائے گی۔ اللہ تعالیٰ مینڈھے کی صورت میں سب کو دکھادیں گے، پھر اللہ اہل جنت سے یہ فرمائیں گے خُلُوْدٌ وَلَا مَوْتٌ اور یہی جملہ جہنم والوں سے بھی فرمائیں گے کہ اب جنت والوں نے جنت میں ہمیشہ رہنا ہے، موت نہیں آئے گی اور جہنم والوں نے ہمیشہ جہنم میں رہنا ہے، موت نہیں آئے گی، موت تمہارے سامنے ذبح کردی گئی ہے، یہ آخری منظر ہوگا، پھر ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی شروع ہوجائے گی۔

مختصر اور لمبی زندگی

انسان کی زندگی بہت مختصر ہے، پہلے زمانوں میں لوگوں کی لمبی زندگیاں ہوتی تھیں، دودو، تین تین، چار چار ہزار سال کی زندگیاں، حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا میری امت کے لوگوں کی عمریں ساٹھ ستر کے مابین ہوں گی، اس لیے آپؐ کی بھی مسنون عمر تریسٹھ سال ہوئی، اس سے زیادہ کسی کسی کو ملتی ہے، اس مختصر سی زندگی میں اللہ کا تقاضا یہ ہے لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا کہ وہ تم کو آزمائے کہ تم میں سے اچھا عمل کرنے والا کون ہے۔

حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا مومن کیلئے لمبی عمر اچھی ہے اور بری بھی ہے، اچھی اس لیے ہے کہ وہ ایمان کے ساتھ اس میں جتنے اعمال صالحہ انجام دے گا، اس کی نیکیاں بڑھتی چلی جائیں گی، اس صورت میں اچھی ہے، لیکن لمبی عمر بسا اوقات بری بھی ہے کہ اگر کسی کو لمبی عمر ملی ہے، وہ ایمان نہیں لایا تو ناکام ہوگیا یا ایمان لانے بعد ساری زندگی برائیاں انجام دیتا رہا تو اس کے گناہوں کا ڈھیر لگ جائے گا۔ اسی وجہ سے جناب رسول اللہؐ نے فرمایا ہر انسان کو اللہ نے عقل دی ہے، لہٰذا اس کو استعمال میں لائے، عقل والا انسان ہی مکلّف ہے، بیوقوف اور پاگل مکلّف نہیں ہے، خدا ان سے نہیں پوچھے گا، شریعت ان کو نہیں کہتی کہ نماز پڑھو، بلکہ عقل والوں سے پوچھا جائے گا۔ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا اگر اس عقل کے ساتھ خدا کی حرام کردہ چیزوں سے بچتا رہا اور خدا کی اطاعت کے کام کرتا رہا تو اللہ کی عطا کردہ عقل اس کیلئے فائدہ مند ہوگی اور لمبی زندگی اس کو فائدہ دے گی ورنہ نقصان ہی نقصان ہوگا۔

موت کے احکام سیکھنے کی ضرورت

الغرض! موت جو ہر گھر میں آنے والی ہے، یہ بات یاد رکھیں، کوئی بھول میں نہ رہے کہ فلاں فوت ہوگیا ہے تو ہم نے نہیں مرنا، ہر ایک کی موت کا وقت مقرر ہے، ایک سیکنڈ بھی آگے پیچھے نہیں ہوتا، اللہ نے جب لکھی ہے آکر ہی رہے گی فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۔(الاعراف۔۳۴) جب موت کا وقت

آتا ہے ایک سیکنڈ بھی اللہ فرماتے ہیں نہ آگے کرتے ہیں نہ پیچھے، اس وجہ سے اس کیلئے تیاری کرنی چاہیئے۔ جناب رسول اللہؐ نے ہر چیز بتا دی ہے، ہماری شریعت نے ہر چیز بتا دی ہے، صرف یہ ہے کہ ہم حاصل نہیں کرتے۔ جب کسی آدمی پر موت کا وقت قریب آجائے تو ایک واقعہ عرض کرتا ہوں اس میں مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔

موت سے قبل وصیت کا حکم

مستدرک حاکم میں موجود ہے، حضرت ابوقتادہؓ اس حدیث کے راوی ہیں، جناب رسول اللہؐ کے ایک صحابی حضرت براء بن معرورؓ فوت ہوگئے، نبی اکرمؐ کو پتہ نہیں چلا، آپؐ نے بعد میں ان کے بارے پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ وہ تو وہ فوت ہوگئے ہیں، لوگوں نے جناب رسول اللہؐ کو یہ بھی بتایا کہ انہوں نے اپنی موت سے پہلے دو وصیتیں کی ہیں، جناب رسول اللہؐ نے پوچھا وہ کیا وصیتیں ہیں، لوگوں نے بتایا کہ ایک وصیت یہ کی ہے کہ میرے پاس جو مال ہے اس کا تیسرا حصہ خیرات کر دینا، دوسری وصیت یہ کی ہے کہ مجھے جلدی دفن کر دینا۔ یہ دو بڑے اہم مسئلے ہیں۔ جناب رسول اللہؐ کو جب پتہ چلا کہ انہوں نے یہ وصیتیں کی ہیں تو آپؐ نے فرمایا کہ اس نے فطرت اور سنت کو پالیا، اس نے تو بہت ہی اچھی وصیت کی ہے۔ اس وجہ سے شریعت کا یہ حکم ہے کہ جو آدمی مال والا ہو اس کو اپنی زندگی میں وصیت کر دینی چاہیئے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ حضورؐ کے جلیل القدر صحابی ہیں، بڑے مالدار تھے، انہوں نے وصیت لکھ کر اپنے سرہانے کے نیچے رکھی ہوتی تھی، ان کے پاس لوگ امانتیں رکھتے تھے، زیادہ تر یہی تھا کہ فلاں کے میرے پاس اتنے پیسے ہیں، فلاں کے اتنے ہیں وغیرہ، یہ سب اپنے سرہانے کے نیچے لکھ کر رکھتے تاکہ میرے بعد کسی کا حق نہ مارا جائے۔ انسان کو اپنے مال میں صرف تیسرے حصے میں وصیت کرنے کا اختیار ہے، سارے مال کی وصیت نہیں کر سکتا کہ اپنے وارثوں کو محروم کر دے، یہ غلط ہے، ایسا کرے گا تو قاضی کی عدالت میں مقدمہ دائر ہوا تو وہ اسے منسوخ کر دے گا، بلکہ صرف تیسرے حصے پر وصیت نافذ کرے گا۔ ایک تو یہ شریعت کا حکم ہے کہ موت سے پہلے وصیت کر دینی چاہیئے، پھر انسان کی تجہیز و تکفین بھی جلدی کرنی چاہیئے یہ بھی شریعت کا حکم ہے، زیادہ دیر انتظار نہیں کرنا چاہیئے۔

تلقینِ میت

جب انسان کی موت کا وقت قریب آجائے، جناب رسول اللہؐ نے فرمایا لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اپنے قریب الموت لوگوں کو لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تلقین کرو۔ اس کا طریقہ بھی سمجھ لیں، شریعت نے اس کا سارا طریقہ سکھلایا ہے، اس کو یا تو قبلہ رخ لٹا دو یا کم از کم اس کا چہرہ قبلہ رخ کر دو، پھر اس کو تلقین کرو جسے تلقینِ میت کہتے ہیں۔

اس کو اچھی طرح سمجھ لیں، لوگ بہت غلطی کرتے ہیں اور معاملہ خراب ہو جاتا ہے، تلقین میت کیسے کرنی ہے، اس کا ایک طریقہء کار ہے، وہ یہ کہ جو قریب الموت ہے اور اس پر سکرات الموت طاری ہیں اس کے قریب بیٹھ کر کلمہ پڑھنا شروع کرو آہستہ آہستہ، بس اس کو آواز آئے، لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدَ رَّسُوْلُ اللّٰهِ، تاکہ اس کو بھی یاد آئے اور وہ بھی پڑھنا شروع کرے۔

ایسے میں تلقین میت کا بعض لوگ جو طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ اسے جبراً کلمہ پڑھانے کی کوشش کرتے ہیں وہ درست نہیں ہے، اس وقت چونکہ غمرات الموت کی بہت زیادہ سختی ہوتی ہے، اگر آدمی انکار کردے تو ایمان کے بغیر رخصت ہو جائے گا، یہ بہت خطرناک معاملہ ہے۔ اس وجہ سے شریعت نے کہا ہے کہ قریب بیٹھ کر صرف یہ کرو کہ کلمہ پڑھو، شہادتین پڑھو، اگر وہ بھی دنیا میں اپنی زندگی میں اس پر یقین رکھتا تھا اور اس کی خواہش تھی کہ موت کے وقت ایمان کے ساتھ جاؤں تو فوراً پڑھنا شروع ہو جائے گا۔ جب یہ کام ہو جائے تو جناب رسول اللہؐ نے فرمایا مَـنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهٖ جس آدمی کا آخری کلام لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ہو گیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ یہ بہت بڑے اعزاز کی بات ہے، یہ ایک نیک شگون ہے، ہمیں اس کی علامت بتلائی گئی ہے۔

میت پر جزع فزع کی ممانعت

پھر جب آدمی فوت ہو جائے تو جزع فزع نہیں کرنی چاہیے۔ کیونکہ غم تو ہے، جناب رسول اللہؐ کے بیٹے ابراہیمؓ جب فوت ہوئے تو آپ بھی غمگین ہوئے آپ کے آنسو بھی جاری تھے، لیکن جزع فزع نہیں۔ ایسے موقع پر ہمارے معاشرے میں جزع فزع ہوتی ہے، گریبان پھاڑ، بالوں کو نوچ، واویلا کر، یہ نہیں، اس کو برداشت کرو صبر کرو۔

تجہیز و تکفین میں جلدی کا حکم

پھر تجہیز و تکفین میں جلدی کرنی چاہیے، حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا کہ اپنے صاحب کو جلدی اس کے مقام تک پہنچا دو، رکاوٹ نہ بنو، اگر اچھا ہے تو اس سے اچھی جگہ جا رہا ہے، اگر برا ہے تو اپنے انجام کو پہنچ رہا ہے، تم کیوں رکاوٹ بن رہے ہو، اس وجہ سے جلد از جلد تجہیز و تکفین کرنی چاہیے۔

میت کے مسائل سے مسلمانوں کی لاپرواہی

میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ہمارے مسلم معاشرے میں تجہیز و تکفین کے حوالے سے اکثر و بیشتر لوگ ضروری مسائل تک کا علم حاصل نہیں کرتے، حالانکہ ہر مرد اور خاتون کو تجہیز و تکفین کے معاملات کا علم حاصل کرنا چاہیے، اس

کی وجہ سے بہت سی خرابیاں پیدا ہو رہی ہیں، جب ہمارا کوئی عزیز فوت ہو جاتا ہے، بھائی، بیٹا، ماں، بہن یا باپ تو ہمیں پتہ نہیں ہوتا کہ اس کو کیسے غسل دینا ہے، کیسے کفن پہنانا ہے، ہمارا اپنے اس پیارے کے ساتھ اس دنیا میں جو سب سے آخری حق ہوتا ہے، اس کے ساتھ جو ہم اچھائی کر سکتے ہیں وہی ہم خود نہیں کر سکتے، اس کیلئے ہم کسی دوسرے کو تلاش کرتے ہیں، ٹھیک ہے اضطراری حالات الگ ہوتے ہیں، اس میں کوئی دوسرا بھی یہ خدمت انجام دے سکتا ہے، مرد کی کوئی دوسرا مرد اور خاتون کی کوئی دوسری خاتون تجہیز و تکفین کر دے، لیکن جو اپنے اعزہ و اقارب کے بارے میں دل میں عقیدت و محبت ہوتی ہے کسی دوسرے آدمی کے دل میں اس طرح نہیں ہوتی، اسی وجہ سے جناب رسول اللہؐ نے فرمایا، غالباً مجمع الزوائد کی روایت میں آتا ہے کہ جو آدمی کسی میت کو غسل دیتا ہے، جو بڑے اجر و ثواب کا کام ہے، تو اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے اس فعل کی وجہ سے اس کا ایک کبیرہ گناہ معاف کر دیتا ہے، لہٰذا اس کو خود سیکھنا چاہئے، اگر پورے شہر میں مردوں کو نہلانے والے صرف دو تین آدمی ہوں اور خواتین کو غسل دینے والی صرف دو تین خواتین ہوں، تو یہ ایک صحیح مسلم معاشرہ نہیں کہلائے گا، بہت کوتاہی ہے، لہٰذا ہر مرد اور خاتون کو کم از کم یہ مسائل ضرور سیکھنے چاہئیں، کیونکہ بعض مسائل ایسے ہیں جو پیش نہیں آتے، انہیں نہ بھی سیکھے تو زندگی میں کام چل جاتا ہے، لیکن یہ مسائل تو ہر گھر میں پیش آتے ہیں۔

مرد کو کیسے غسل دینا ہے، خاتون کو کیسے غسل دینا ہے، مرد بھی سیکھیں خواتین بھی سیکھیں، مرد کو کفن کیسے دینا ہے، خاتون کو کفن کیسے دینا ہے مسنون کفن کیا ہے، مسنون غسل کا طریقہ کیا ہے اس کی طرف بالکل توجہ نہیں ہے، اس کیلئے ٹائم نکالنا پڑتا ہے اور اہمیت کے ساتھ سیکھنا پڑتا ہے، یہ سب سے آخری حق ہوتا ہے جو ہم اپنے کسی پیارے کے ساتھ انجام دے سکتے ہیں۔ پھر اس پر جنازہ پڑھنا ہوتا ہے، نمازِ جنازہ اس کا مسنون طریقہ بھی بتایا گیا ہے، یہ سفارش ہوتی ہے، خدا کی بارگاہ میں ہم سفارش کر رہے ہوتے ہیں اور جس آدمی کو سفارش کے الفاظ ہی یاد نہ ہوں وہ کیا سفارش کرے گا، نمازِ جنازہ کی دعا تک یاد نہ ہو تو یہ بڑے افسوس کی بات ہے، اگر سارا ہی معاشرہ ایسا ہو گیا تو ہمارے جنازہ پر ہمارا کیا بنے گا، جیسے ہم دوسرے کی سفارش کر رہے ہیں ہماری بھی کوئی ایسے ہی سفارش کرے گا، اس وجہ سے جنازہ کے مسائل کو سیکھیں، اس کا مسنون طریقہ سیکھیں کہ جنازہ کیسے ادا کیا جاتا ہے اس میں کیا کیا پڑھنا ہے، وگرنہ اپنے جس پیارے کو رخصت کر رہے ہیں، ہم اس کا حق ادا نہیں کر رہے۔

قبر پر مٹی ڈالنے کا مستحب طریقہ

پھر اس کو دفن کیسے کرنا ہے، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور جناب رسول اللہؐ نے احادیث میں اس کی

تعلیمات دی ہیں، اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى۔ (طٰہٰ ۔۵۵) اس زمین سے ہم نے تمہیں پیدا کیا، اسی زمین میں ہم تمہیں واپس لوٹائیں گے، یہ انسان کی حقیقت بیان کی گئی ہے، ایک مٹی ہے، اس دنیا میں کیوں اتراتا پھرتا ہے، کوئی بادشاہی کے ساتھ، کوئی اقتدار کے ساتھ، کوئی مال کے ساتھ، کوئی حسن کے ساتھ، لیکن ہے مٹی، اس لیے اس دنیا میں مٹی ہو کر رہو، عاجزی کے ساتھ رہو اسی میں ایک دن ملنا ہے، فرمایا کہ مٹی سے پیدا کیا ہے، اسی مٹی میں لوٹائیں گے اور ایک عقیدہ دیا گیا ہے وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى پھر ہم اسی مٹی سے تمہیں دوبارہ اٹھائیں گے۔ پھر حشر کا میدان ہوگا۔

میت کو جب دفن کیا جاتا ہے تو حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا میت کو قبر میں اتارتے وقت بِسۡمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ کی دعا پڑھتے رہنا چاہیے، یعنی اللہ کے نام کے ساتھ اور سنت رسول اللہؐ کے مطابق ہم دفن کر رہے ہیں۔ چھوٹا سا جملہ ہے سب یاد کریں، کیوں یاد نہیں ہوتا، کسی کہانی کی اسٹوری آپ کو سنائی جائے وہ آدھے گھنٹے میں آپ کو ساری یاد ہو جائے گی، لیکن شریعت کی طرف توجہ نہیں کرتے۔

پھر میت کو قبر میں لٹا کر اس کا چہرہ قبلہ کی طرف کر دینا چاہیے، پھر جب اس پر مٹی ڈالی جائے گی تو مٹی ڈالنا بھی مستحب ہے، سب کو اس میں حصہ لینا چاہیے۔ لوگ آگے کھڑے ہو جاتے ہیں، دوسرے کو موقع نہیں دیتے، یہی آیت اللہ تبارک وتعالیٰ نے جو ارشاد فرمائی ہے، کم از کم تین مٹھی ہر شخص جو تدفین میں شریک ہے اس کو ڈال دینی چاہیے۔ پہلی مٹھی جب ڈالے گا تو یہ پڑھے مِنۡهَا خَلَقۡنٰكُمۡ دوسری جب ڈالے گا تو پڑھے وَفِيۡهَا نُعِيۡدُكُمۡ اور تیسری جب ڈالے تو پڑھے وَمِنۡهَا نُخۡرِجُكُمۡ تَارَةً اُخۡرٰى، اس طرح سنت اور مستحب طریقہ ادا ہو جاتا ہے۔

جنازہ کے بعد دُعا کا مسئلہ

جب جنازہ پڑھا جاتا ہے تو جنازہ پڑھنے کے بعد فوراً اجتماعی دُعا نہیں ہے، یاد رکھیں یہ سب بدعات ہیں جو بعد میں ایجاد کر لی گئی ہیں، جنازہ خود دعا ہے اَللّٰهُمَّ اغۡفِرۡ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا دعا ہی ہے جو پڑھی جاتی ہے، اس کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ قبر میں دفن کرنے کے بعد دعا کی جائے۔ حدیث میں آیا ہے کہ جب میت کو دفن کر دیا جائے تو ایک آدمی سرہانے کی طرف کھڑا ہو اور سورۃ بقرہ کی ابتدائی آیات مُفۡلِحُوۡنَ تک پڑھے اور دوسرا آدمی پاؤں کی طرف کھڑا ہو کر سورۃ بقرہ کی آخری آیات پڑھے اٰمَنَ الرَّسُوۡلُ بِمَا اُنۡزِلَ اِلَيۡهِ سے آخر سورت تک، یہ سنت طریقہ، اب لوگوں نے قبر پر اذانیں دینا شروع کر دی ہیں، یہ بدعات ہیں، جو سنت طریقہ ہے وہی ادا کرنا چاہیے۔

نمازِ جنازہ پڑھنے کے بعد دعا نہیں، بلکہ قبر میں دفن کرنے کے بعد ہے۔ اسی وجہ سے جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ جو آدمی جنازے کے ساتھ جاتا ہے اور جا کر جنازہ پڑھ لیتا ہے اس کو ایک قیراط ثواب مل جاتا ہے اور پھر جو آگے جا کر تدفین میں بھی شریک ہو جاتا ہے اور مکمل دعا وغیرہ بھی آخر میں کر لیتا ہے اس کو دو قیراط ثواب ملتا ہے۔ صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہؐ قیراط کیا ہوتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ایک قیراط اُحد پہاڑ جتنا ثواب ہے، اُحد پہاڑ مدینہ منورہ میں تقریباً سات میل پر پھیلا ہوا بڑا پہاڑ ہے، تدفین اور آخر میں دعا تک جو شریک رہتا ہے اس کو احد جیسے بڑے بڑے دو پہاڑوں جتنا ثواب مل جاتا ہے کہ اس نے پورا حق ادا کر دیا۔ جس نے صرف نمازِ جنازہ پڑھ لی اس نے بھی حق ادا کر دیا، ضرورت مند ہے تو جا سکتا ہے، لیکن مکمل کرنے والا پورا اجر و ثواب پاتا ہے۔

قبر پر سبز شاخ لگانا

پھر جب میت کو دفن کر دیا جائے اور اس پر دعا وغیرہ ہو جائے تو سرہانے کی جانب ایک سبز شاخ گاڑھ دینی چاہیے، یہ ایک نیک شگون ہوتا ہے، حضور نبی اکرمؐ نے بھی ایسے ہی فرمایا۔

تدفین کے بعد تھوڑی دیر قبر پر رُکنا

جناب رسول اللہؐ نے یہ بھی تعلیم دی ہے کہ جب میت کو دفن کر دیں تو اس کے جو قریبی ہیں، بیٹے بھائی وغیرہ ان کو کچھ دیر وہاں ٹھہرنا چاہیے، دفن کرنے کے بعد فوراً واپس نہیں آجانا چاہیے، کم از کم پندرہ، بیس منٹ یا آدھا گھنٹہ وہیں ٹھہرنا چاہیے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایک نئے جہاں میں گیا ہے، تاکہ وہ وہاں مانوس ہو جائے، وہ جب قبر میں ڈال دیا جاتا ہے حضور نبی اکرمؐ نے فرمایا تُعَادُ رُوْحُهٗ اِلٰی جَسَدِهٖ اس کی روح پھر اس کے جسم میں لوٹا دی جاتی ہے، اب پھر اس کو احساس شروع ہو گیا ہے۔ ظاہر بات ہے کہ سوال جواب ہوتا ہے، اس کو نعمتوں کا احساس اور سزا کا اثر بھی ہوگا۔

زیارتِ قبور کے دو مقاصد

اسی وجہ سے جناب رسول اللہؐ نے یہ تعلیم بھی دی ہے کہ جو اپنے فوت ہو جاتے ہیں ان کی قبروں کی زیارت کیا کرو، اس کے دو اہم مقصد ہیں، ایک تو میت کو یہ احساس ہوتا ہے اور اس کو دکھا دیا جاتا ہے کہ میرا فلاں آیا ہے، وہ خوش ہوتا ہے، حدیث میں آیا ہے کہ اپنے ماں باپ کی قبر کی زیارت کیا کرو، جمعے والے دن قبرستان جایا کرو، اس بارے میں بہت سی تعلیمات ہیں، دوسری وجہ یہ ہے کہ جب ہم قبرستان میں جائیں گے، قبروں کو دیکھیں گے تو اس منظر کو دیکھ کر ہمیں بھی اپنی موت یاد آئے گی، اسی لیے فرمایا کہ قبروں کی زیارت کرو تاکہ تمہیں اپنی موت یاد آئے،

ایک دن ہم نے بھی یہاں چلے جانا ہے، یہ ایک پکی بات ہے، اس میں کوئی اشکال اور اختلاف والی بات نہیں ہے۔

یہ موت کے احکام کی میں نے صرف ایک لسٹ ہی آپ کے سامنے بیان کی ہے، دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے مسلم معاشرے میں تمام مسلمان مرد اور خواتین کو ان باتوں کی تعلیم حاصل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، یہ ہر گھر میں پیش آنے والی باتیں ہیں، ان میں کوتاہی نہیں کرنی چاہئے، نماز جنازہ کا طریقہ سیکھو، میت کو غسل دینے کا طریقہ سیکھو، جب کسی کو موت آنے والی ہو تو اس کے احکامات اور تجہیز وتکفین کے طریقے سیکھو تا کہ ہم اپنے مسلم معاشرے کے مطابق، اپنی سوسائٹی اور اپنی سنت کے مطابق اپنے پیاروں کو رخصت کرسکیں۔

دعائیہ کلمات

ہم کافی جمعوں سے دعا کر رہے تھے ہمارے دوست، ساتھی اور اسی مسجد کے شروع سے جمعہ، عیدین اور تراویح کے نمازی، جن کا سارا خاندان بھی یہیں سے متعلق ہے، حاجی عبدالرزاق پراچہ صاحب کینسر کے مرض مبتلا تھے، وہ کل وفات پا گئے ہیں، رات کو گیارہ بجے ان کا جنازہ بڑے قبرستان میں، میں نے ہی پڑھایا ہے، بہت اچھے آدمی تھے، میرے ساتھ ان کا گہرا قلبی تعلق تھا، اُن کی بہت سی خوبی کی باتیں ہیں، مدرسہ اور مسجد کے ساتھ بہت زیادہ محبت رکھتے تھے، مجھ پر ذاتی احسانات بھی ان کے بہت زیادہ ہیں، دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی تمام نیکیوں کو قبول فرمائے، ان کی آخرت کی منزلوں کو آسان فرمائے، ان کو جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے، ان کے خاندان کو، ان کے بچوں کو ان کے نقش قدم پر چلائے اور ان کی نیکیوں کو جاری رکھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ حافظ اشتیاق صاحب دھلے والے کہہ رہے ہیں کہ والدین کی صحت وتندرستی اور خیر وعافیت کیلئے اور کاروبار میں برکت کیلئے دعا فرمائیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی اور تمام مسلمانوں کی یہ مرادیں پوری فرمائے۔ حافظ مطیع الرحمٰن بارہ رمضان المبارک کو وفات پا گئے تھے، اللہ تبارک وتعالیٰ بخشش ومغفرت فرمائے۔ چوہدری رفاقت صاحب بیمار ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ صحت کاملہ نصیب فرمائے۔ یہ صاحب کہہ رہے ہیں مجھ پر ایک مشکل آ گئی ہے، اللہ کے سامنے سارے حضرات دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی مشکل دور فرمائے۔ یہ صاحب کہہ رہے ہیں میری آنکھ خراب ہے اور میرے دو جوان بیٹے بھی بیمار ہیں، ہم سب کیلئے دعا کریں، اللہ تبارک وتعالیٰ صحت وتندرستی نصیب فرمائے۔

ان کے علاوہ جتنے بھی مسلمان مرد عورتیں بچے بوڑھے، جس جس قسم کی بیماری اور تکلیف میں مبتلا ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ سب کو صحت کاملہ وعاجلہ نصیب فرمائے، جو وفات پا چکے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ ان کی بخشش ومغفرت

فرمائے، جو پریشان حال ہیں، اس وقت ہم مسلمان خصوصاً پاکستان کے لوگ بہت ہی پریشان حال ہیں، جو حالات چل رہے ہیں آپ کے سامنے ہیں، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کے حال پر رحم فرمائے، ہمارے ملک پر رحم فرمائے، عالم اسلام پر رحم فرمائے، اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو دین حق کی صحیح سمجھ نصیب فرمائے، اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَن لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

(تاریخ خطبہ جمعۃ المبارک: ۲۸ جون ۲۰۱۹ء)

اور روٹی سستی ہوگئی

[مولانا محمد فیاض خان سواتی]

''ایک نانبائی نے پانچ روپے والی روٹی دس روپے میں فروخت کرنا شروع کی تو اسے خریداروں کی طرف سے سخت مزاحمت کا سامنا ہوا، نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ اسے بادشاہِ وقت کے سامنے فریاد کرنی پڑ گئی، بادشاہ سلامت نے اسے کہا کہ تم روٹی تیس روپے کی بیچا کرو، نانبائی نے کہا پھر تو لوگ مجھے مار ہی ڈالیں گے، بادشاہِ معظم نے فرمایا کہ پھر میرا کیا فائدہ؟ تم تیس کی بیچو میں سب معاملہ سنبھال لوں گا، نانبائی نے اس حوصلہ افزائی پر روٹی تیس روپے کی بیچنی شروع کی تو ایک طوفانِ بدتمیزی بپا ہوگیا، بالآخر کیس بادشاہ سلامت کے دربار میں پیش ہوا تو انہوں نے پہلے تو نانبائی کو سخت ڈانٹ پلائی کہ تم نے میری اجازت کے بغیر روٹی مہنگی کیوں کی؟ پھر ایک منصفانہ آرڈر جاری فرمایا کہ آئندہ سے تم آدھی قیمت پر روٹی بیچو گے، چنانچہ اس عادلانہ فیصلہ پر عوام الناس میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ روٹی سستی ہوگئی ہے، نانبائی بھی خوش، بادشاہ سلامت بھی خوش اور روٹی سب نے خوشی خوشی پندرہ روپے میں خریدنا شروع کردی۔

آج اخبارات میں چینی ۴۳ روپے سستی ہونے کی خبر پڑھنے کے بعد بے ساختہ غالباً حکومتِ مغلیہ میں پیش آنے والے اس واقعہ نے ہماری حکومتِ شغلیہ کی بھی لاج رکھ لی ہے۔''

مولانا محمد ابوبکر شیخوپوری
سابق استاذ التفسیر جامعہ اسلامیہ امدادیہ چنیوٹ

موسمِ سرما، اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

فضا میں ہونے والے غیر معمولی ردوبدل اور تغیر تبدل کو موسم کہا جاتا ہے۔ ہمارے خطے میں فلکیاتی اور ماحولیاتی نظام کا حصہ قرار پانے والے موسم چار ہیں۔ سرما، گرما، خزاں اور بہار۔ موقع بموقع ان چار صورتوں میں رونما ہونے والی موسمیاتی تبدیلی کا مقصد مزاج انسانی کی تبدیلی ہے۔ انسان کی تخلیق چونکہ عناصر اربعہ سے ہوئی ہے اس لئے وہ فطرتاً ایک حالت پر رہتے ہوئے اکتاہٹ کا شکار ہوجاتا ہے اور اس کی طبیعت قدرے مختلف ماحول کا تقاضا کرتی ہے۔ بنی نوع انسان کی خالق و مالک ہستی سے زیادہ کون اس کے مزاج، طبیعت اور فطرت سے آشنا اور اس کی رعایت کرنے والا ہوسکتا ہے، لہٰذا اس نے اپنے بندوں پر مہربانی کرتے ہوئے اپنے تکوینی نظام کو ایسے سیٹ کیا کہ کچھ کچھ مہینوں کے وقفے سے فضا انگڑائی لیتی رہتی ہے جس کے نتیجے میں کبھی ہوا میں خنکی بڑھنے سے موسم سرد ہوجاتا ہے اور اس کے کچھ عرصہ بعد خنکی ختم ہوکر موسم معتدل ہوجاتا ہے جسے موسم بہار کہتے ہیں۔ مزید کچھ ایام کے بعد درجہ حرارت میں اضافہ ہونے کے باعث موسم گرما کا آغاز ہوتا ہے اور بالآخر پت جھڑ اور خزاں کا دور دورہ شروع ہوتا ہے جس سے سرسبز و شاداب درختوں کی رونقیں ماند پڑ جاتی ہیں۔ رت اور موسم کی یہ متواتر تبدیلی انسانی مزاج، منظر اور ذائقے کو بھی تبدیل کرتی ہے اور انسان کی مادی، فطری اور طبعی ضروریات جیسے خوراک اور لباس وغیرہ پر بھی اثر انداز ہوتی ہے۔ اس وقت موسم سرما ہم پر سایہ فگن ہے۔ جہاں ایک طرف ہم اس کی خنکی سے بھرپور یخ بستہ ہواؤں سے نبرد آزماء ہیں وہیں اس کے رنگارنگ کے ذائقوں سے بھی لطف اندوز ہورہے ہیں۔ اس لئے یہ جاننا ضروری ہے کہ موسم سرما کے حوالے سے شریعت کی کیا تعلیمات ہیں۔

موسم سرما قدرت کی نشانی

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے ان فی اختلاف الیل والنھار وما خلق اللہ فی السموات والارض لآیت لقوم یتقون (یونس:٦) ''بلاشبہ دن اور رات کے آگے پیچھے آنے میں اور جو کچھ اللہ نے آسمانوں اور زمین میں پیدا کیا اس میں ایسے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو پرہیزگاری اختیار کرتے

ہیں''۔اصولیین کے مطابق آیت میں مذکورحرف ''ما'' کلمہ عام ہے جس کے عموم میں موسمیاتی تبدیلی بھی آتی ہے۔یہ تبدیلی معرفت خداوندی کے طالب کو کائنات کے حقیقی مالک کی عظمت وجلالت اور بڑائی وکبریائی سے آشنا کرتی ہے اوراس کے قلب میں یہ احساس پیدا کرتی ہے کہ ایسی متصرف کامل، مالک لم یزل اور مختارکل ہستی جس نے مخلوق کے کسی فرد کا سہارا لئے بغیر اپنی قدرت کاملہ سے فضا کی حرارت کو برودت اور تمازت کو خنکی میں بدل دیا اور نظام کائنات میں اتنا بڑا انقلاب محض ایک ''امر کن'' سے برپا کردیا،اس کی اطاعت اور فرمانبرداری میں کوتاہی نہیں ہونی چاہئے اوراس کی رضا کے حصول کے لئے ساری مخلوق سے عداوت اور ملامت مول لینی پڑ جائے تو بھی اس سے دریغ نہیں کرنا چاہئے۔نیز اس میں دہریت کے سحرزدہ،خدا کے منکر اور فطرت کے پجاری کے لئے بھی واضح پیغام ہے کہ جب دنیا کا ایک معمولی اور سہل ترین کام کسی کے عمل دخل اور کوشش کے بغیر نہیں ہوسکتا تو یہ عظیم ماحولیاتی ردوبدل قادر مطلق اور صانع ومحرک کے کے تصرف کے بغیر کیسے ممکن ہے؟ کسی عربی شاعر کا شعر ہے **ففی کل شیء له شاهد یدل علی انه واحد** یعنی دنیا کی ہر چیز میں ایک خاموش گواہ موجود ہے جو بزبان حال یہ گواہی دے رہا ہے کہ اس چیز کو وجود کی خلعت سے نوازنے والی کوئی وحدہ لاشریک ذات موجود ہے۔

موسم سرما مقام عبرت

موسم سرما اپنی آمد کے ساتھ عاقبت سے غافل اوراپنے انجام سے بے خبر انسان کے لئے درس عبرت اور سامان نصیحت بھی لاتا ہے۔اسے یہ پیغام دیتا ہے کہ میری ٹھنڈک اور برودت سے بھرپور ہواؤں نے جس طرح درختوں کے سرسبز پتوں کو خشک کر کے ان کی رونق چھین لی اوران کے حسن کو ماند کردیا پھر کچھ عرصہ بعد خزاں کی بادصرصر کے جھونکوں سے وہ اپنی ٹہنیوں سے جدا ہوکر زمین پر گرجائیں گے اور خس وخاشاک بن کر کوڑے کے ڈھیر پر جاپڑیں گے اسی طرح تیری حیات مستعار کے چند لمحے جو عارضی خوشیوں اور وقتی آرزوؤں کے بحرفریب میں رواں ہیں،اچانک حوادث ومصائب کی تندموجیں انہیں موت کے بھنور میں گم کردیں گی اوراسکی ساری امیدیں ساحل تک پہنچنے کی ناتمام خواہشات اپنے سینے میں لئے غرق آب ہوجائیں گی۔بچپن کے نازنخرے لڑکپن چھین لے گا،لڑکپن کی موج مستیاں شباب کی سنجیدگیوں کی نذر ہوجائیں گی،شباب کی طاقتوں پر بڑھاپے کی پرچھائیاں پڑ جائیں گی اوراسکی زندگی کے سفر کا بیڑا ایسے ساحل پرآ کر لنگرانداز ہوگا کہ **لکی لا یعلم من بعد علم شیئا** (نحل:۷۰) دماغ میں خلل آنے کے باعث سننے سمجھنے کے باوجود ذہن درست سوچ اور فکر سے قاصر ہوجائے گا۔پھر بالآخر موت کی امانت زندگی کو موت کے حوالے کر کے راہی ملک بقاء ہوجائے گا۔

موسمی تغیرات اور اسلامی احکامات

عام لوگوں کی نظر میں موسم اور اس کے متعلقات کے بارے میں تحقیق و تفتیش اور بحث و تمحیص صرف سائنس کا موضوع ہے لیکن حقائق پر نظر کرنے اور احادیث کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے شریعت اسلامیہ اور احکامات دینیہ کا بھی موسم کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔ مثلاً گرمی کے موسم میں نماز ظہر کے متعلق حکم ہے کہ اسے مؤخر کر کے پڑھا جائے چنانچہ صحیحین سمیت حدیث کی بہت سی کتب میں متعدد صحابہ کرامؓ سے مختلف الفاظ کے ساتھ نبی کریمؐ کا یہ ارشاد منقول ہے ابردوا بالظهر فان شدة الحر من فيح جهنم "(گرمیوں میں) ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو، اس لئے کہ گرمی کی شدت جہنم کی پھنکار کی وجہ سے ہے"۔ اس کی مزید تفصیل صحیح مسلم میں میں حضرت ابو ہریرۃؓ کی روایت سے منقول نبی کریمؐ کے ایک فرمان میں ہے جس میں آپؐ نے سردی اور گرمی کی حقیقت بیان کی، چنانچہ فرمایا قالت النار رب اكل بعضى بعضا فاذن لى اتنفس فاذن لها بنفسين نفس فى الشتاء ونفس فى الصيف فما وجدتم من برد او زمهرير فمن نفس جهنم وما وجدتم من حر او حرور فمن نفس جهنم "جہنم نے اللہ تعالیٰ سے درخواست کی کہ اے میرے پروردگار! میرا بعض حصہ بعض کو کھا رہا ہے، لہٰذا مجھے سانس لینے کی اجازت عنایت فرمائے، اللہ تعالی نے اسے دو سانس لینے کی اجازت دے دی، ایک سانس سردی میں اور ایک سانس گرمی میں، تم لوگ جو سردی کی ٹھنڈک محسوس کرتے ہو وہ جہنم کے (ٹھنڈا) سانس لینے کی وجہ سے ہے اور جو گرمی کی تپش محسوس کرتے ہو وہ جہنم کے (گرم) سانس لینے کی وجہ سے ہے۔

مومن کا موسم بہار

اللہ تعالی کے احکامات کی پابندی ہر مسلمان پر ہر موسم میں ضروری ہے لیکن موسم سرما عبادت کی آسانی کے حوالے سے موسم گرما کی بنسبت زیادہ موزوں ہے۔ سردی کے موسم میں ٹھنڈے پانی کی وجہ سے طہارت حاصل کرنے کے معاملہ میں نسبتاً مشقت ضرور ہے لیکن دن اور رات کے دورانیے کے پیش نظر اس موسم میں عبادت کرنا سہل ہے، اسی بناء پر رسول اللہؐ نے اس کو مومن کا موسم بہار قرار دیا، چنانچہ سنن الکبری للبیہقی میں حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریمؐ نے فرمایا الشتاء ربيع المؤمن قصر نهاره فصام وطال ليله فقام "سردی کا موسم مومن کے لئے (نیکیوں کا) موسم بہار ہے، اس کے دن چھوٹے ہوتے ہیں جن میں یہ روزے رکھ لیتا ہے اور اس کی راتیں لمبی ہوتی ہیں جن میں وہ قیام کر لیتا ہے"۔ موسم سرما کی اس خصوصیت کی بناء پر آنحضرتؐ اس کی آمد پر بے حد مسرت کا اظہار فرماتے اور اس کا پرتپاک طریقے سے اور شاندار الفاظ میں استقبال فرمایا کرتے تھے۔ چنانچہ المقاصد الحسنۃ میں حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی روایت سے ارشاد نبویؐ منقول ہے مرحبا بالشتاء

فیہ تنزل الرحمۃ ''سردی کو خوش آمدید! اس میں رحمتیں نازل ہوتی ہیں''۔ جن لوگوں کے ذمہ سابقہ نمازوں اور روزوں کی قضاء ہوں بالخصوص عورتیں جو مخصوص ایام میں عذر شرعی کی وجہ سے روزہ نہیں رکھ پاتیں ان کے لئے قضاء کے حوالہ سے یہ ایام قدرت کی طرف سے سنہری موقع ہیں۔ المعجم الصغیر للطبرانی میں حضرت انسؓ نبی کریمؐ کا ارشاد نقل فرماتے ہیں الصوم فی الشتاء الغنیمۃ الباردۃ ''سردیوں میں روزے رکھنا بڑی غنیمت ہے''۔

وفیات

[۱] اتفاق سے ہجری سن کے لحاظ سے ۲۸ ربیع الاول حضرت والدِ ماجدؒ کی تاریخ وفات تھی، اسی دن ان کے دیرینہ خادم مستری محمد منیر صاحب ناظم مکتبہ دروس القرآن کی وفات بھی ہوگئی، گویا مخدوم وخادم کی تاریخِ وفات یکساں ہوگئی، اللہ کریم ان کی تمام بشری لغزشوں کو درگزر فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے، میں اس موقع پر ان کے جملہ لواحقین سے دلی تعزیت کرتا ہوں۔

[۲] ۳۱، اکتوبر ۲۰۲۱ء کو عزیز القدر مولانا ڈاکٹر حافظ سمیع اللہ فراز سلمہ اللہ تعالیٰ فاضل جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے بذریعہ میسیج واٹس ایپ اطلاع دی۔

''انتہائی افسوس ناک خبر'' ہمارے نصرۃ العلوم کے ساتھی، مولانا عبد الرحمٰن چترالی مؤذن جے ون واپڈا ٹاؤن لاہور ہارٹ اٹیک کی وجہ سے آج قضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ نماز جنازہ آج عشاء کی نماز کے بعد جے ون مسجد واپڈا ٹاؤن لاہور میں ادا کی جائے گی۔''

اللہ کریم مرحوم کی آخرت کی جملہ منازل آسان فرمائے، خدمات کو قبول فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے، آمین یارب العالمین۔

[۳] خواجہ زاہد جامع مسجد نور کے جمعہ کے مستقل نمازی۔

[۴] مولانا ظفر فیاض مدرس جامعہ نصرۃ العلوم کے چچا عبد الرشید آف گرجاکھ۔

[۵] اور صاحبزادہ رشید احمد بن خواجہ خان محمد نقشبندی برادر خواجہ خلیل احمد نقشبندی بھی طویل علالت کے بعد انتقال فرما گئے ہیں۔

☆ قارئین کرام ان تمام وفات پانے والے خواتین وحضرات کیلئے اللہ رب العزت کے حضور دعا فرمائیں کہ وہ ان کی غلطیوں کو درگزر فرما کر جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل سے نوازے، آمین۔ (فیاض)

[مراسلات] مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ
[مرتب] مولانا محمد فیاض خان سواتی

مراسلاتِ مفسرِ قرآنؒ

(باب چہارم)

اصاغرین سے مراسلت

[قسط۔۳۶]

مولانا ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن سے مراسلت

''حضرت مولانا حافظ قاری ڈاکٹر فیوض الرحمٰن جدون زیدہ مجدہ ضلع ہزارہ سے تعلق رکھتے ہیں، جامعہ اشرفیہ لاہور کے قدیم فضلاء میں سے ہیں، دینی علوم کے ساتھ ساتھ دنیاوی علوم سے بھی بہرہ ور ہیں، آرمی میں متعدد اہم مناصب خطیب، میجر، کرنل، بریگیڈیر وغیرہ پر فائز رہنے کے بعد ریٹائر ہو چکے ہیں اور اب کراچی میں مستقل قیام پذیر ہیں، متعدد ومفید ومشہور کتب کے مصنف ومترجم بھی ہیں بالخصوص مشاہیر علماء پر ان کی سوانحی کتب متعدد جلدوں میں تاریخ کا ایک نادر مرقع ہیں، حضرت والد ماجدؒ کے ساتھ ان کا ایک طویل عرصہ تک قلمی تعلق رہا ہے، وہ ہمارے ہاں تشریف بھی لاتے رہے ہیں، بلکہ جامع مسجد نور میں ایک موقع پر خطبہ جمعہ بھی ارشاد فرمایا تھا، ستودہ صفات کے مالک انسان ہیں، اب عمر رسیدگی کی بناء پر عوارضات میں بھی مبتلاء ہیں، اللہ کریم انہیں صحت و عافیت کے ساتھ درازی عمر سے نوازے، آمین۔(فیاض)

مکتوبِ اول ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن بنام مفسر قرآنؒ

''۲۰/۵/۱۴۰۷ھ

حضرۃ المحترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ کے تعزیت نامہ سے بڑا سکون ملا، فجزاکم اللہ خیراً۔

مرحوم اور مرحومین کو آئندہ بھی اپنی دعاؤں میں یاد فرماتے رہنے کی درخواست ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کا سایۂ رحمت کامل صحت وعافیت کے ساتھ ہمارے سروں پر سلامت رکھیں اور دین قیّم کی مزید مخلصانہ خدمات کی توفیق بخشیں۔

آپ کا قیمتی تحفہ ''نماز'' بھی موصول ہوا، جزاکم اللہ خیراً۔ ماشاءاللہ بہت ہی معلوماتی کتاب ہے اور طباعت و کتابت بھی عمدہ ہے۔ اپنے ہاں کی لائبریریوں کیلئے بھی خریدیں گے، ان شاءاللہ۔

اس کتاب پر ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں، درسِ قرآن کا سلسلہ تحریری صورت میں برابر جاری رہنا چاہئے، اس سے بھی بہتوں کا بھلا ہوگا، والسلام علیکم۔

فیوض الرحمٰن''

مکتوبِ ثانی ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن بنام مفسر قرآنؒ

''پی ایم اے، کاکول۔ ایبٹ آباد

۹۲/۵/۲۹ء

حضرۃ المحترم! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گرامی نامہ باعثِ صد مسرت ہوا، اور کتاب پر کھل کر رائے لکھنے سے اور بھی خوشی ہوئی، ہماری اصلاح کیلئے آپ بزرگوں کا وجود بہت غنیمت ہے، فللّٰہ الحمد۔

جامعہ پنجاب کیلئے حالاً جو تفسیر پر مقالہ لکھا گیا ہے اس میں اس علمی اختلاف کا ذکر کیا ہے، مولانا عبدالماجد دریابادی کے اقتباس میں بھی وہ بات آگئی ہے۔ میں آئندہ ایڈیشن میں کھل کر یہ بات لکھ دوں گا۔ نرمی محض اس لئے برتی کہ وہ لوگ بدکنے کی بجائے ہمارے دیگر علماء کو بھی پڑھ لیں اور باقی مجھ پر بحمدہٖ تعالیٰ ان کا اور ان کی پوری جماعت کا کوئی اثر نہیں ہے بلکہ اس سلسلہ میں حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ کا ایک خادم ہوں، بلکہ آپ سب حضرات کا بھی۔

ہم عموماً شہروں سے الگ تھلگ رہتے ہیں، مجھے تو یہ معلوم ہے کہ مولانا بخاری صاحب اور ان کے مؤیدین کو

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحبؒ نے اکٹھا کر کے مسلک علمائے دیوبند پر ان سے تحریر لے لی تھی اور آیندہ کیلئے اس سلسلہ میں خاموش رہنے کی تلقین کی تھی، مجھے اب معلوم ہوا کہ وہ اس پر قائم نہیں رہے۔ مولانا محمد چراغ صاحب مرحوم سے میری خود بھی بات ہوئی تھی اور انہی باتوں کا میں نے بھی ان سے ذکر کیا تھا۔ میرے دل میں اگر ان کی کوئی حیثیت ہے تو وہ صرف دارالعلوم دیوبند کی وجہ سے ہے، اگر اس نسبت کو درمیان سے ہٹا دیں تو پھر میں آیندہ ایڈیشن میں ان شاء اللہ ان کے تذکرے مختصر اور آپ کی پسند کے لکھ دوں گا اور پھر خود مجھے بھی خوشی ہوگی۔

''مشاہیر علماء'' جلد چہارم بھی تیار ہے، اگر آپ کے ہاں سے تسلی بخش کتابت کا انتظام ہو جائے تو مجھے اطمینان ہوگا، صفحہ کی اجرت اور تصحیح کا انتظام کیسے ہوگا؟ اگر فیاض صاحب کی نگرانی میں ممکن ہو تو مطلع فرمائیں۔

عزیزم محمد فیاض خان صاحب کے توسط سے جو مکاتبت رہتی ہے اس سے مزید مسرت ہوتی ہے، انہیں بھی سلام مسنون۔

طالب دُعا

فیوض الرحمٰن''

مکتوبِ ثالث ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن بنام مفسر قرآنؒ

''کاکول۔ ایبٹ اباد

حضرۃ المحترم! تحیۃً وسلاماً!

آپ کا مرسلہ گرامی نامہ اور کتابیں موصول ہوئیں، اکرمکم اللہ تعالیٰ۔

کتابیں دیکھ کر طبیعت بہت خوش ہوئی، اللہ تعالیٰ کی توفیق خاص ہی سے ایسے تحقیقی کام انجام پاتے ہیں۔

یہ تینوں کتابیں پہلی بار دیکھی ہیں اور ملتے ہی میں نے جوان کا سرسری مطالعہ کیا ہے، بہت خوشی ہوئی ہے، تصحیح کا کام آسان نہیں بلکہ بہت ہی کٹھن کام ہے۔ آپ کی محنت سے یہ نسخے اب عام ہو گئے جو کبھی ملتے بھی نہ تھے۔

ان پر آپ کے وقیع مقدمے دیکھ کر بھی مسرت ہوئی، آپ تو ماشاء اللہ عربی میں بھی خوب لکھتے ہیں، آپ دیگر عنوانات پر بھی لکھا کریں تا کہ ہمارے جیسے طالب علم جو آپ سے درس نہیں لے سکتے اس طرح استفادہ کرسکیں۔

اسرار المحبۃ کی تصحیح میں جن مولانا عبدالعزیز فاضل دیوبند اور تکمیل میں مولانا عبداللہ عمرپوری کا آپ نے

شکریہ ادا کیا ہے، کیا ان کا مختصر سوانحی تذکرہ بھی مل سکتا ہے؟ میں منتظر رہوں گا، یا آپ خود لکھ کر ارسال فرما دیجئے۔

مولانا حکمت شاہ صاحب کا تذکرہ موصول ہوا، انہوں نے مولانا اعزاز علی صاحبؒ کے جو درسی افادات قلمبند کئے تھے کیا وہ عربی میں ہیں؟ حضرت مولانا خلیل الرحمٰن ہزاروی سے مراد کیا احمد المدارس سکندر پور والے ہیں؟

تشریحات سواتی بھی بہت خوب ہیں، ان میں انگریزی اصطلاحات کے جو نام لکھے گئے ہیں یہ بھی بہت ہی مناسب ہیں، اور وقت کی ضرورت ہے، ان الفاظ کی تصحیح البتہ پوری طرح نہیں ہوسکی۔ پہلے ہی صفحہ پر علم منطق (Logic) اے کی جگہ (o) ہونا چاہئے، اسی طرح دوسرے کئی مقامات پر بھی توجہ کی ضرورت ہے، آیندہ ایڈیشن میں ان شاء اللہ یہ ہو ہی جائے گا۔

اسرار المحبۃ کے ص۲ پر تاریخ طباعت کاتب صاحب نے محرم ۱۸۸۳ھ لکھ دی ہے جو غالباً ۱۳۸۳ھ ہونا چاہئے تھا۔ آخری گزارشات امید ہے کہ بار خاطر عاطر نہیں ہوں گی، کاتبوں سے مجھے بھی واسطہ رہا ہے بے شمار غلطیاں کر جاتے ہیں۔

کسی صاحب سے مولانا عبد الواحد صاحب کا مکمل سوانحی تذکرہ مل جاتا تو اچھا ہوتا، ان کے کسی ملنے والے سے یا کسی طالب علم سے اگر منگوا کر بھجوا سکیں تو کرم بالائے کرم ہوگا۔

کتابوں کے تحفہ کیلئے ایک بار پھر شکر گزار ہوں۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فیوض الرحمٰن''

مکتوبِ اول مفسر قرآنؒ بنام ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

''باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

مکرمی جناب مولانا صاحب دام مجدکم!

بعد سلام مسنون اسلام

جناب والا کا مکتوب ملا۔ یاد فرمانے کا شکریہ۔ فیوضات حسینی کا ایک نسخہ جناب والا تک پہنچ جائے گا۔ ناظم صاحب نے رجسٹری کرادی ہے۔ قیمت بھیجنے کی ضرورت نہیں ان کو ادنیٰ ہدیہ تصور فرمالیں۔

آپ اہل حق کی ترجمانی کرتے ہیں اور تحریری خدمات انجام دیتے ہیں، اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائیں اور

حسن قبولیت سے نوازے۔

والسلام

احقر عبدالحمید مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

۷ ذوالحجہ ۱۳۹۵ھ

مکتوبِ ثانی مفسر قرآنؒ بنام ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

''باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

بگرامی قدر جناب مولانا قاری فیوض الرحمٰن صاحب دام فیوضکم!

سلام مسنون اسلام کے بعد۔ جناب والا کا مکتوب ملا۔ یاد فرمانے کا شکریہ۔

شکریہ کا مزید شکریہ۔ جناب والا نے مشورہ طلب کیا ہے، اس لئے المستشار مؤتمن کے پیش نظر عرض ہے کہ فوج میں اگر چہ یافت اور عہدے بڑھ جاتے ہیں لیکن دین کی خدمت کے ایسے مواقع جیسا کہ کالج کے ماحول میں مل سکتے ہیں شاید نہ ملیں لیکن باقی حالات آپ بہتر جانتے ہیں۔ دعا ہے کہ جہاں بھی آپ ہوں اللہ تعالیٰ دین حق کی خدمت کا موقع آپ کو عطا فرمائے۔ امید ہے کہ آپ مع الخیر ہوں گے۔

والسلام

احقر عبدالحمید خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

۱۱ ذیقعدہ ۹۶ھ/۲ نومبر ۷۶ء''

مکتوبِ ثالث مفسر قرآنؒ بنام ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

''باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

مکرمی جناب مولانا صاحب دام مجدکم!

سلام مسنون اسلام کے بعد۔ جناب والا کا مکتوب ملا۔ یاد فرمانے کا شکریہ۔ فیوضات حسینی میں مندرجہ اشعار کے بارہ میں جناب نے استفسار فرمایا ہے، سوعرض ہے کہ یہ اشعار حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب مرحوم فاضل

دیوبند ساکن ملکہ نزد کھاریاں ضلع گجرات کے ہیں۔ میں نے یہ مولانا قاضی شمس الدین کی تحریر سے نقل کئے تھے۔
امید ہے کہ ان کے بارے میں آپ کو معلومات ہوں گے۔
دیگر القاسم کی فائل نصرۃ العلوم کے کتب خانہ میں موجود نہیں، امید ہے کہ آپ مع الخیر ہوں گے۔

والسلام احقر عبد الحمید

۲۸، ربیع الثانی ۱۳۹۷ھ/ ۱۹ مارچ ۱۹۷۷ء

خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ''

مکتوبِ رابع مفسر قرآنؒ بنام ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

''بخدمت گرامی جناب مولانا قاری فیوض الرحمٰن صاحب دامت معالیکم

یکم جمادی الثانیہ ۱۴۰۰ھ/ ۱۷، اپریل ۱۹۸۰ء

سلام مسنون اسلام کے بعد۔ جناب والا کا مکتوب ملا۔ یاد فرمانے کا شکریہ۔

جناب والا جو خدمات انجام دے رہے ہیں، وہ سب کیلئے باعثِ فخر ہیں۔

ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ اپنے فرائض منصبی کے علاوہ تحریری و تصنیفی خدمات اہلِ حق کی ترجمانی بلکہ فیوضِ رحمانی کی اشاعت باعث مسرت وابتہاج ہے۔ اللہ تعالیٰ قبولیت سے نوازے اور مزید توفیق عطا فرمائے۔

جناب والا کی تصنیف منیف ''مشاہیر علماء دیوبند جلد اول'' کا مطالعہ کیا ہے، نقشِ اول کے اعتبار سے بہت اچھی کتاب ہے، البتہ ترتیب رجال کے اعتبار سے کچھ محل نظر ہے۔ بعض نہایت ہی جونیئر قسم کے حضرات کو تقدم دیا گیا ہے، اس میں کیا مصلحت ہے اس کو آپ بہتر جانتے ہیں، جب مکمل کتاب سامنے آئے گی تو پھر صحیح رائے قائم کرنے کا موقع ہوگا۔ بہرحال آپ کی مساعی جمیلہ ہم سب کے شکریہ کی مستحق ہیں۔ امید ہے کہ آپ مع الخیر ہوں گے۔

والسلام

احقر عبد الحمید سواتی

خادم مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر

نوٹ! احقر نے گزشتہ سالوں میں ایسا غوجی کی ایک شرح اردو میں لکھی تھی جو ادارہ کی طرف سے شائع ہوئی

ہے، اگر جناب والا تک نہ پہنچی ہو تو اطلاع فرمائیں تاکہ ارسال خدمت کی جا سکے۔''

مکتوبِ خامس مفسر قرآنؒ بنام ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

''باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

بخدمت گرامی جناب مولانا قاری فیوض الرحمٰن صاحب دامت معالیکم!

سلام مسنون اسلام کے بعد۔ جناب والا کا مکتوب ملا۔ یاد فرمانے کا شکریہ۔

حضرت مولانا سلطان محمود صاحبؒ کے بارے میں بندۂ حقیر کچھ زیادہ معلومات نہیں رکھتا اور نہ کبھی ان کی زیارت نصیب ہوئی ہے۔ ان کے بارے میں ہماری معلومات سب سماعی ہیں تحقیقی نہیں، ان کے پاس بعض حضرات جو پڑھتے رہے ہیں وہ ہمارے پاس بغرض تعلیم آتے رہے ہیں، ان کی زبانی جو کچھ سنا بس وہی ہماری معلومات ہیں۔

''سنا ہے کہ حضرت مولانا سلطان محمود صاحب تقریباً ربع صدی تک مدرسہ فتح پوری دہلی کے صدر مدرس رہے ہیں اور آپ کو تلمذ کی نسبت حضرت شیخ الہندؒ اور حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ سے ہے، نیز حضرت مولانا عبید اللہ سندھیؒ سے قرآن کی تعلیم انہوں نے قدیم دور میں یعنی حضرت سندھیؒ کے کابل کی ہجرت سے پہلے دور میں حاصل کی تھی اور اسی طرز پر ساری عمر قرآن کی تفسیر پڑھاتے رہے ہیں۔ مدت العمر اکثر و بیشتر قرآن و حدیث سے ہی اشتغال رہا ہے۔ سینکڑوں حضرات نے ان سے حدیث اور قرآن کی تفسیر پڑھی ہے۔ مزاج وطبیعت اور ذوق از حد ظریفانہ اور خوش طبع تھا۔ ان کے ظرافت کے بہت سے واقعات علماء کرام اور طلباء عظام سے سنے ہیں، نیز آپ مناظرہ کا ذوق بھی کافی حد تک رکھتے تھے۔ دہلی کے زمانۂ قیام میں آریہ سماجیوں کے ساتھ بارہا مناظرہ کرنے کا اتفاق ہوا۔ نیز غیر مقلدین حضرات کے ساتھ بھی، اہل بدعت اور اہل الحاد کے رد میں بہت سے مفید رسائل تصنیف کئے ہیں، چنانچہ تبلیغی دستور العمل نمبر ۱ سے غالباً نمبر ۴ ہیں۔ یہ سب رسائل اردو زبان میں بالکل سادہ طرز میں ہیں اور بہت سا علم کا خزانہ ہیں، ان میں جو مبلغین اور علماء کیلئے بہت مفید ہیں۔ اس کے علاوہ سورۃ فاتحہ کی تفسیر اور تحفہ پاکستان اور ضرورت رسالت کے موضوع پر دو رسالے جو بڑے علمی ہیں اور ایک رسالہ جہاد کے موضوع پر بھی ہے لیکن زیادہ تر وقت آپ کا تعلیم و تدریس میں ہی بسر ہوتا تھا۔ اپنے وطن کٹھالہ شیخاں میں جب تک صحت اجازت دیتی تھی ہر سال دورۂ حدیث اور دورۂ تفسیر قرآن پڑھاتے رہے۔ عمر کافی طویل تھی۔ سنا ہے کہ حضرت مولانا تھانویؒ سے

بیعت بھی تھے بلکہ مشہور ہے کہ حضرت تھانویؒ نے جب انہیں خلافت اور اجازت بیعت دی تو آپ نے عرض کیا کہ یہ خلافت وغیرہ اپنے پاس رکھیں مجھے اس کی ضرورت نہیں میں تو اپنی اصلاح کیلئے آپ کے پاس آتا ہوں اور بس۔

مولانا کی اولاد میں سے آپ کے فرزند مولوی محمد طیب صاحب ہیں جو کٹھالہ شیخاں میں مولانا کی جگہ کچھ تعلیم اور خطابت کا فریضہ ادا کرتے ہیں۔ مولوی محمد طیب صاحب نے اکثر کتابیں اپنے والد مکرم سے ہی پڑھی ہیں اور صرف دورۂ حدیث مولانا قاضی شمس الدین صاحب گوجرانوالہ سے کیا ہے۔ باقی ان کے فرزندان گرامی کاروباری ہیں اور غالباً عالم دین اور کوئی نہیں، واللہ اعلم۔

تاریخ میں اگر آپ پہلے نمبر پر فضلاء دیوبند کو رکھتے تو بہتر ہوتا اور پھر دوسرے درجہ میں علماء دیوبند سے بالواسطہ دوسرے اور اسی میں استفادہ کرنے والے حضرات کا ذکر ہوتا۔ آپ کی اس کتاب سے تو یہ ترشح ہوتا ہے کہ علماء دیوبند کی نہیں بلکہ ان کے مسلک کے حضرات کی آپ تاریخ مدون فرمارہے ہیں۔ (بالواسطہ تو پاکستان بننے کے بعد تقریباً دیوبندی مدارس کے ہزار ہا فضلاء ہوں گے، کیا ان کی طرف بھی توجہ فرمائیں گے۔ بہرحال آپ کو اللہ تعالیٰ کمال اور علم اور فہم ذہانت عطا فرمائے۔ آپ بہتر سمجھتے ہیں، امید ہے کہ بخیر ہوں گے۔

والسلام

احقر عبدالحمید

۱۸، جمادی الثانیہ ۱۴۰۰/۴ مئی ۱۹۸۰ء''

مکتوبِ سادس مفسر قرآنؒ بنام ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

''باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

بخدمت گرامی جناب مولانا قاری فیوض الرحمٰن دام مجدہ!

سلام مسنون اسلام کے بعد۔ جناب والا کا مکرمت نامہ ملا۔ یاد فرمانے کا شکریہ۔

احقر نے کوئی کتاب عربی میں تو نہیں لکھی نہ کسی کتاب کا حاشیہ لکھا ہے، تکمیل الاذہان اور اسرار المحبۃ کے مقدمہ اور تغیرات نَو کے مقدمے میں چند صفحے سے ضرور عربی کے توابع ہیں۔ مولانا شیخ الحدیث سرفراز خان صاحب نے بھی کوئی کتاب عربی میں نہیں لکھی، مشکوٰۃ کی شرح کا کوئی جز شاید لکھا تھا وہ بھی قلمی ہوگا۔ الکلام الحاوی کی زبان

اردو ہے اور یہ صرف ایک مسئلہ کی وضاحت ہے شرح نہیں، قریب زمانہ میں عربی زبان میں مولوی عبدالرشید نعمانی صاحب کے علاوہ مولوی موسیٰ خان صاحب نے چند کتابیں عربی میں لکھی ہیں اور مولوی قاضی شمس الدین صاحب نے ابوداؤد، مشکوٰۃ، بخاری کی مختصر شرح اور قرآن کی تفسیر عربی میں لکھی ہیں جو طبع ہوئی ہیں، مولوی حکمت شاہ صاحب کاکاخیل نے بھی عوامی موضوعات پر ایک کتاب عربی میں لکھی ہے، مولانا منظورؒ کے کام سے تو آپ واقف ہی ہیں، ان کے علاوہ میرے ذہن میں فی الوقت کوئی اور صاحب نہیں۔

تاریخ علماء دیوبند کا کام کہاں تک پہنچا ہے؟ خدا کرے کہ وہ مکمل ہو جائے، اللہ تعالیٰ آپ کو صحت وسلامتی سے رکھے، آمین۔

احقر عبدالحمید خادم نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

۵ ربیع الثانی ۱۴۰۱ھ/ ۱۱ فروری ۱۹۸۱ء''

مکتوبِ سابع مفسر قرآنؒ بنام ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

''باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

بگرامی خدمت حضرت مولانا قاری فیوض الرحمٰن صاحب دام عزکم وعلوکم

سلام مسنون اسلام کے بعد۔ جناب والا کا مکتوب ملا۔ یاد فرمانے کا شکریہ۔ میں نے گزشتہ سالوں کا کول کے پتہ پر درس کا آخری پارہ بھجوایا تھا لیکن جواب نہ آیا، بعد میں معلوم ہوا کہ جناب والا سعودیہ تشریف لے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بمع جملہ لواحقین کے صحت وعافیت سے رکھے، آمین۔ حاجی امداد اللہؒ کے بارے میں جس کتاب کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ مجھے دستیاب ہوگئی تو پھر کچھ عرض کرسکوں گا۔ ویسے جناب والا کی علمی صلاحیت اور تحقیق ہر حال میں قابل اعتماد ہوگی۔ دروس کے جو حصے موجو ہیں وہ ارسال خدمت ہیں، وصولی پر مطلع فرمادیں۔

والسلام

احقر عبدالحمید مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

۱۹ رمضان ۱۴۰۵ھ/ ۹ جون ۱۹۸۵ء

نوٹ! شیخ صاحب کی کتاب تقلید واجتہاد کے موضوع پر زیر کتابت ہے اور کوئی کتاب میسر نہیں ہوئی۔''

مکتوبِ ثامن مفسر قرآنؒ بنام ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

''باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

بخدمت گرامی حضرت مولانا قاری کرنل فیوض الرحمٰن دام مجدھم

سلام مسنون اسلام کے بعد۔ خدا کرے کہ آپ بخیر ہوں۔ جناب والا کے والد محترم کی وفات کی خبر اخبار میں پڑھ لی تھی، بہت افسوس ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عنایت فرمائے اور خصوصی رحمتوں سے نوازے اور لغزشوں اور کوتاہیوں سے درگزر فرمائے اور اللہ تعالیٰ آپ تمام پسماندگان کو صبر جمیل اور اجر جزیل عطا فرمائے اور استقامت علی الدین کی نعمت سے نوازے اور سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق دے، آمین۔ مولانا محمد عارف صاحب ودیگر حضرات سے بعد سلام مسنون، تعزیت عرض ہے۔

والسلام

احقر عبدالحمید خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

از گوجرانوالہ ۲ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۷ھ/ ۵ جنوری ۱۹۸۷ء''

مکتوبِ تاسع مفسر قرآنؒ بنام ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

''باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

مکرمی ومحترمی جناب ڈاکٹر کرنل فیوض الرحمٰن صاحب دام مجدھم!

سلام مسنون اسلام کے بعد۔ جناب والا کا مکتوب ملا۔ یاد فرمانے کا شکریہ۔

چند رسائل آپ کے ملاحظہ کیلئے ارسال خدمت ہیں، ہدیۃً گر قبول افتد۔

(۱) ارشاد العلماء۔ (۲) ارشاد الشیعہ۔ (۳) مبادی تاریخ الفلسفہ۔ (۴) حجۃ الاسلام۔

(۵) مقدمہ مسلم۔ (۶) سعدیات۔ (۷) معالم العرفان النساء۔

آپ کا مکتوب ادارہ والوں کو دے دیا ہے اس کی تعمیل کریں گے۔ احقر کی صحت اکثر خراب رہتی ہے، متعدد عوارض کا شکار ہوں اور دعا کا مستحق۔ اللہ تعالیٰ آپ کو بمع جملہ لواحقین کے صحت وعافیت سے رکھے، آمین۔

والسلام

احقر عبدالحمید خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

۲۹ شوال ۱۴۰۹ھ/۴ جون ۱۹۸۹ء"

مکتوبِ عاشر مفسر قرآنؒ بنام ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

"باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

بخدمت جناب کرنل فیوض الرحمٰن صاحب مدظلہ

السلام علیکم۔ آپ کا خط ملا، والدہ کی وفات کا پڑھ کر انتہائی افسوس ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ کی والدہ کے درجات بلند فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے اور آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین۔ والد صاحب نے دعا بھی فرمائی ہے اور قرآن خوانی بھی کرائی ہے۔ والد صاحب کی طبیعت سخت خراب ہے، تقریباً دو ماہ سے صاحب فراش ہیں۔ ان کی صحت کیلئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ آپ کی خدمت میں دو عدد کتابیں ارسال کی جارہی ہیں۔

(۱) معالم العرفان سورۃ فاتحہ جدید۔ (۲) مولانا عبیداللہ سندھیؒ کے علوم وافکار۔

یہ دونوں کتابیں پہلے آپ کو لاہور کے ایڈریس پر بھیجی تھیں وہاں سے واپس آ گئی ہیں، اب دوبارہ حاضر خدمت ہیں، مولانا سندھیؒ والی کتاب میں اگر کوئی خامی ہو تو مطلع فرمائیں، تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کی جا سکے۔

والسلام

احقر محمد فیاض خان سواتی

۴ شعبان ۱۴۱۱ھ

بحکم حضرت والد ماجدؒ"

مکتوبِ حادی عشر مفسر قرآنؒ بنام ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

"بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مکرمی جناب مولانا فیوض الرحمٰن صاحب زید مجدہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ   مزاج گرامی!

آپ کا خط ملا، تین باتوں کے متعلق حضرت والد محترم مدظلہ سے پوچھا انہوں نے مندرجہ ذیل تفصیلات بتائیں۔

مولانا عبدالواحد مرحوم: والد صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ مولانا زاہد الراشدی صاحب مدظلہ کی شادی کے موقع پر ہمارے ساتھ مولانا عبدالواحد صاحب مرحوم بھی برات کے ساتھ گئے تھے تو میں نے راستے میں ان سے پوچھا کہ آپ کا سن ولادت کیا ہے تو مفتی عبدالواحد صاحب نے خود فرمایا کہ میرا سن ولادت ۱۹۰۸ء ہے۔ والد صاحب مدظلہ نے مزید بتایا کہ مفتی صاحب مڈل تک دنیاوی تعلیم پڑھے ہوئے تھے، یہ تعلیم انہوں نے اپنے آبائی گاؤں سیہال میں حاصل کی۔ دینی کتابیں کچھ مولانا عبدالعزیز مرحوم محدث گوجرانوالہ جو کہ مفتی صاحب کے خسر اور چچا بھی تھے، ان سے پڑھیں اور کچھ کتابیں مولانا محمد چراغ مرحوم سے پڑھیں۔ دورۂ حدیث حضرت مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ سے ڈابھیل میں ۱۹۳۰ء کے لگ بھگ کیا۔ آپ متحدہ جمعیۃ علماء ہند صوبہ پنجاب کے ناظم اعلیٰ بھی تھے۔ نہایت ذہین اور سیاستدان ہونے کے ساتھ ساتھ گوجرانوالہ کی ایک اہم شخصیت تھے۔ ۱۹۴۰ء کے قریب کرتار سنگھ میونسپل کمیٹی گوجرانوالہ کے صدر کو کسی مسلمان نے قتل کر دیا تھا اس وجہ سے یہاں کی فضا بڑی مکدر ہوئی، مفتی صاحب کو کچھ عرصہ گرفتار کر کے جیل میں رکھا گیا۔ آپ کل جمعیۃ علماء اسلام کے نائب ناظم بھی رہے ہیں۔ تبلیغی جماعت سے بھی آپ کا ربط تھا۔ مدرسہ انوار العلوم میں مدرس اور مہتمم تھے اور جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں خطیب بھی تھے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں ایک سال تک ملتان جیل میں قید رہے تھے۔ والد صاحب نے بتایا کہ میں نے مفتی صاحب سے انوار العلوم میں ہدایہ اولین، شرح وقایہ اولین، متنبّی، حماسہ اور شافیہ پڑھا تھا۔

مفتی صاحب کا اپنا کارخانہ تھا، مسجد اور مدرسہ سے تنخواہ نہیں لیتے تھے بلکہ حسبۃً للہ کام کرتے تھے۔ مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا صاحبزادہ فیض الحسنؒ اور مولانا مفتی عبدالواحد صاحب مہوس بھی تھے یعنی سونا بنانے کی کوشش کرتے رہتے تھے، جب یہ تینوں حضرات اکٹھے ہوتے تو پوری پوری رات اسی سلسلہ میں تجربات کا تبادلہ ہوتا رہتا تھا۔ آپ مختلف جماعتوں اور مدارس کی سرپرستی بھی کرتے رہے، علماء میں بھی بڑی قدر کے مالک تھے۔ ان کے والد کا نام قاضی ضیاء الدینؒ تھا، یہ اعوان قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ مولانا عبدالعزیزؒ محدث گوجرانوالہ قاضی ضیاء الدین کے سگے بھائی تھے۔ مفتی عبدالواحد صاحب کے دو بھائی عبدالاحد صاحب اور عبدالرب صاحب ابھی زندہ ہیں اور اپنے علاقے میں ہی سکول ٹیچر ہیں۔ مفتی صاحب کی شادی زمانۂ طالب علمی میں ہی ۱۹۲۶ء میں ہوگئی تھی لیکن تادم

آخر ان کی کوئی اولاد نہیں ہوئی، مفتی صاحب نے ۱۹۷۰ء میں جمعیۃ علماء اسلام کی طرف سے گوجرانوالہ میں قومی اسمبلی کی نشست پر انتخاب بھی لڑا تھا، لیکن کامیاب نہیں ہو سکے تھے، انقلابی ذہنیت کے مالک تھے۔ میٹنگوں میں بڑی پتے کی بات اور سنجیدہ بات کرتے تھے۔ مولانا انور شاہ صاحب کاشمیریؒ کے نمایاں شاگردوں میں سے تھے۔

آپ کا خط بھی بہت عمدہ تھا اور زود نویسی کرتے رہے۔ مشرب و مسلک کے اعتبار سے اکابر علماء دیوبند کے معتمد تھے، تقریر بھی اچھی کرتے تھے۔ قرآن کا درس بھی بہت اچھا دیتے تھے۔ مولانا حسین علی صاحب واں بھچراںؒ والوں کے مرید تھے، بڑے جری اور بہادر آدمی تھے۔ حکام بھی ان سے دہشت کھاتے تھے۔ احرار والوں سے بھی تعاون کرتے تھے۔ قد زیادہ لمبا نہیں تھا، جسم گٹھا ہوا اور مضبوط تھا۔ خوش طبع اور طبیب بھی تھے۔ آخری عمر میں ان کو فالج ہو گیا تھا۔ ۱۱ دسمبر ۱۹۸۲ء بروز ہفتہ صبح سوا دس بجے جناح ہسپتال گوجرانوالہ میں فوت ہوئے۔ ان کی نماز جنازہ انہی کی خواہش کے مطابق حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ نے شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں پڑھائی۔

مولانا عبدالعزیز مرحوم: کے متعلق والد صاحب نے بتایا ہے کہ غالباً ان کی وفات شعبان ۱۳۵۹ھ میں ہوئی تھی۔ مزید تفصیل اور تحقیق کیلئے آپ مقدمہ انوار الباری مصنف سید احمد رضا صاحب بجنوریؒ اور تذکرہ علمائے پنجاب مصنف اختر راہی ملاحظہ فرمائیں۔

سید عنایت علی شاہ صاحب: کے متعلق والد صاحب نے بتایا کہ پیر جی حافظ سید عنایت علی شاہ صاحب لدھیانوی حضرت تھانویؒ کے خلیفہ مجاز نہیں تھے بلکہ یہ ان کے خلیفہ صحبت تھے، ان کی عمر تقریباً سو سال ہوئی ہے، انہوں نے ایک کتاب بنام باغِ جنت بھی تحریر فرمائی ہے، ان کا ایک لڑکا جمیل الحسن جس کا لقب مظلوم تھا ایک مقامی اخبار نوائے گوجرانوالہ کا ایڈیٹر رہا، وہ بھی فوت ہو چکا ہے۔ ان کے متعلق اہم تفصیلات حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اگر میسر ہو گئیں تو روانہ کر دیں گے، فی الحال اتنا ہی حاضر ہے۔ والد صاحب سلام کہتے ہیں۔

دعاؤں میں یاد رکھیں، والسلام

بحکم مولانا صوفی عبدالحمید ۱/۱۲/۹۴ء

بقلم احقر محمد فیاض خان سواتی''

مکتوبِ ثانی عشر مفسر قرآنؒ بنام ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

''مکرمی جناب کرنل حافظ مولانا فیوض الرحمٰن صاحب زید مجدہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ مزاج گرامی!

بڑی تگ ودو کے بعد مولانا احمد علی مرحوم سابق مدیر العدل کی تاریخ ولادت ووفات معلوم ہوئی ہے۔

ولادت اگست ۱۸۹۴ء ہے اور وفات ۲ فروری بروز سوموار ۱۹۸۱ء ہے۔ مولانا مرحوم کے صاحبزادگان اولاد میں دو فرزند ظفر اقبال صاحب اور مظہر اقبال صاحب موضع گورسیاں براستہ اسٹیشن دیونہ جلیانی ضلع گجرات میں مقیم ہیں۔ مزید تفصیلات ان سے معلوم کی جاسکتی ہیں۔ دعاؤں میں خصوصی طور پر یاد رکھیں۔

والسلام: احقر عبدالحمید ۹/ ۷/ ۹۵ء''

مکتوبِ ثالث عشر مفسر قرآنؒ بنام ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

''باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

حامداً ومصلیاً ومسلماً! وبعد

حضرت مولانا قاری حافظ ڈاکٹر کرنل فیوض الرحمٰن صاحب دامت فیوضھم کی کتاب مشاہیر علماء کا جستہ جستہ مقامات سے مطالعہ کیا، موصوف کی یہ کتاب تو بلا مبالغہ تذکار مشاہیر علماء کے سلسلہ میں ایک جامع انسائیکلو پیڈیا کا حکم رکھتی ہے۔ قریب زمانہ بالعموم عہدِ حاضر کے بہت سے علماء کرام کا یہ مفید تذکرہ یقیناً نہایت معلومات افزا اور بہت اہم اور مفید کام ہے۔ موصوف کی یہ کتاب جو تین جلدوں پر مشتمل ہے اور اس کے علاوہ علمائے ہزارہ کا ایک الگ مجلد میں اور علمائے سرحد کی تصنیفی خدمات کا ایک مجلد میں تذکرہ قابلِ عزت ولائق اعتنا خدمت ہے۔ تفاسیر کے تعارف میں بھی ایک اہم کتاب آپ نے لکھی ہے۔ اس کے علاوہ موصوف کی اور بہت سی کتابیں ہیں جو زیادہ تر تذکرہ کے سلسلے سے تعلق رکھتی ہیں اور بعض دوسری زبانوں سے تراجم بھی کئے ہیں اور موصوف کے بہت سے گرانمایہ علمی مضامین جو اصلاحی سلسلہ سے متعلق ہیں۔ موصوف کا جذبہ اصلاحی، علمی اور فکری بالیدگی اور تربیت کے لحاظ سے بہت پاکیزہ ہے۔ موصوف اعلیٰ تعلیم یافتہ ہونے کے ساتھ ساتھ فوج میں اہم عہدہ پر فائز ہیں، اس بات کے کہنے میں ہمیں مسرت ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے موصوف کو ربنا اٰتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الاٰخرۃ حسنۃ کا نہایت حسین امتزاج بخشا ہے۔ ما احسن الدین والدنیا اذا اجتمعا کا اعلیٰ نمونہ موصوف کی ذات ہے۔

احقر دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو مزید ترقی وعزت عطا فرمائے اور اپنے فرائض کے ادا کرنے کے ساتھ دینی خدمات کی بھی مزید توفیق ارزانی فرمائے اور قبولیت سے نوازے، آمین برحمتك یا ارحم الراحمین وصلی اللّٰہ علی النبی وآلہ وصحبہ اجمعین۔

عبدالحمید ۲۳ ذی القعدہ ۱۴۲۱ھ/ ۲۷ مئی ۱۹۹۷ء

احقر محمد فیاض کی طرف سے سلام''

مکتوبِ رابع عشر مفسر قرآنؒ بنام ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

''بخدمت گرامی جناب مولانا قاری میجر فیوض الرحمٰن صاحب دام ظلہم!

سلام مسنون کے بعد! جناب کا سرفراز نامہ مل گیا تھا، یاد فرمانے کا شکریہ۔

(۱) احقر کی مرتب کردہ کتابوں میں جہاں بھی اغلاط نظر آئیں ضرور آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ اگر ممکن ہو تو ان کی اصلاح کر دی جائے۔

(۲) مولانا خلیل الرحمٰن صاحب ہزاروی سے مراد سکندر پور والے ہی ہوں گے، ان سے رابطہ قائم فرمائیں۔

(۳) جناب مولانا حکمت شاہ صاحب نے حضرت شیخ الادبؒ کے افادات پر مقامات کے دروس ہی قلمبند کر کے شائع کرائے ہیں۔

جن حضرات کے بارے میں آپ نے ذکر کیا ہے ان کا حال جہاں تک معلوم ہو سکا ہے درج ذیل ہے۔

حضرت مولانا مفتی عبدالواحد صاحب دامت برکاتہم ۹۸ء کے قریب اپنے قریہ سیال ضلع اٹک میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد غالباً ان کا اسم گرامی قاضی ضیاء الدین تھا۔ حضرت مولانا عبدالعزیز محدث گوجرانوالہ صاحب نبراس کے بڑے بھائی تھے، متدین اور صالح آدمی تھے۔ مولانا عبدالواحد صاحب نے مڈل تک وہاں ہی تعلیم حاصل کی پھر گوجرانوالہ اور بعض دیگر مقامات میں مختلف اساتذہ سے تعلیم حاصل کرتے رہے ہیں۔ ان کے اساتذہ میں خود ان کے چچا مولانا عبدالعزیزؒ، مولانا محمد انور شاہ کشمیریؒ اور مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، مولانا سید بدر عالمؒ وغیرہ سے پڑھ کر تقریباً ۱۵ سال تک تدریسی فرائض انجام دیتے رہے، پھر حضرت مولانا عبدالعزیزؒ کی وفات کے بعد مدرسہ کا اہتمام اور جامع مسجد کی خطابت بھی عرصہ دراز تک انجام دیتے رہے ہیں۔ بڑے ذہین اور معاملہ فہم ہیں، متدین ہیں۔ متحدہ

برصغیر میں تقسیم سے قبل صوبہ پنجاب میں جمعیت علماء ہند کے ناظم رہے ہیں، مقامی طور پر مجلس احرار اور دیگر آزاد خیال جماعتوں کی سرپرستی بھی کرتے رہے ہیں۔تبلیغی جماعت سے خصوصی لگاؤ رہا ہے۔ اپنا کاروبار کرتے ہیں، فیکٹری کے مالک ہیں، جمعیت علماء اسلام کے بھی عرصہ تک ناظم رہے ہیں۔طبیعت بہت متقی ہے، بڑے فصیح اللسان مقرر تھے۔احقر کے اساتذہ میں سے ہیں۔احقر نے ہدایہ اولین، سبعہ معلقہ، متنبّی، حماسہ اور شافیہ ان کی خدمت میں پڑھی تھیں۔ بڑے محقق مفتی ہیں اور محتاط ہیں۔ ہزار ہا فتاویٰ تحریر کئے ہیں، متعدد حج کئے ہیں، ۱۹۵۳ء میں تحریک ختم نبوت کے سلسلہ میں ایک سال قید رہے ہیں اور اس سے قبل جمعیۃ وغیرہ کے سلسلہ میں متعدد بار بند رہے ہیں۔راسخ العلم ہیں۔افسوس کہ آج کل مولانا بیمار ہیں اور اچھی طرح بول نہیں سکتے۔حضرت مولانا کا اعوان خاندان سے تعلق ہے۔

مولانا عبداللہ صاحب عمر پوری: پرانے بزرگ ہیں، عمر اس وقت ۸۰ سال سے متجاوز ہوگی، دیوبند کے قدیم فضلاء میں سے ہیں، ۱۳۴۳ھ کے قریب دیوبند سے فارغ ہوئے۔تعلیم مولانا انورشاہ رحمۃ اللہ علیہ، مولانا رسول خان رحمۃ اللہ علیہ، مولانا ابراہیم بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا اعزاز علی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا حافظ احمد رحمۃ اللہ علیہ، مولانا محمد حق رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ بزرگوں سے حاصل کی۔مکہ مکرمہ میں تقریباً چار یا پانچ سال مولانا عبیداللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی استفادہ کرتے رہے ہیں۔ جامعہ عباسیہ بہاول پور میں عرصہ تک مدرس رہے ہیں، پھر جامع مسجد بیکانوی اور بہاولپور میں خطابت کرتے رہے ہیں۔آج کل لاہور میں اوقاف کی کسی مسجد میں امامت وخطابت کے فرائض انجام دے رہے ہیں، میں نے ان کو خط بھی لکھا تھا کہ اپنے مستند حالات لکھ کر بھیجو مگر ابھی تک ان کا جواب نہیں آیا اگر ان کا جواب آ گیا تو آپ کی خدمت میں بھجوادوں گا۔

مولانا عبدالعزیز صاحب نے خود اپنے قلم سے لکھ کر اپنے حالات مختصر دے دیے ہیں وہ کاغذ اسی خط میں ارسال خدمت ہے۔الکلام الحاوی کے جدید ایڈیشن کا ایک نسخہ ارسال خدمت ہے۔امید ہے کہ آپ مع الخیر ہوں گے۔

احقر عبدالحمید عفی عنہٗ''

مکتوبِ خامس عشر مفسر قرآنؒ بنام ڈاکٹر حافظ قاری فیوض الرحمٰن

''گلہ وفائے جفانما

(۱) مولانا کرنل فیوض الرحمٰن صاحب نے تفاسیر کے تعارف کے سلسلہ میں تفہیم القرآن کی توصیف و

تعریف کی ہے اور آپ کو اس کا حق پہنچتا ہے، وہ ایک غیر جانبدار مؤرخ کی حیثیت سے اس کی افادی اہمیت، ادبی پہلو، تاریخی حیثیت سے اس کا تعارف کرائیں۔ لیکن فکری اور اعتقادی حیثیت سے کم از کم اتنا تو ضرور لکھنا چاہئے کہ علماءِ حق (علماء دیوبند) کو اس کی کئی باتوں سے اختلاف ہے اور علماء حق کا پہلو اس بارے میں وزنی ہے، مولانا عبدالماجد دریابادی نے خوب تجزیہ کیا ہے کہ مودودی صاحب نے علمی، اجتماعی اور فکری خدمات انجام دی ہیں لیکن اس کے ساتھ ساتھ ناقابلِ اصلاح غلطیاں بھی کی ہیں، جن کی تلافی ممکن نہیں۔''

(۲) مشاہیر علماء کے سلسلہ ایک مولانا چراغ مرحوم کے بارے میں بھی بہت مبالغہ آرائی کی ہے۔ مولانا بہت بڑے عالم، مدرس اور سیاسی شخص بھی تھے۔ جن کی خدمات اور قربانیوں سے صرف نظر بے انصافی ہوگی لیکن مولانا چراغ صاحب مولانا مودودی صاحب کے ساتھ خوش اعتقادی اور انسلاک کے بعد کلیۃً علماء دیوبند سے کٹ گئے تھے۔ احقر کا مولانا چراغ صاحب کے ساتھ زمانہ طالب علمی ۱۹۳۴ء سے لے کر آخر تک نیاز مندانہ تعلق رہا ہے اور ان کی مجالس و رفاقت نصیب ہوئیں، حتیٰ کہ ۱۹۵۳ء کے زمانہ میں جیل کے اندر ایک جگہ بھی رہنا نصیب ہوا ہے۔

مولانا خوش اخلاق، نرم مزاج اور بہت خوبیوں کے مالک تھے، لیکن علمائے دیوبند کے مسلک کو انہوں نے نقصان پہنچایا اور مودودی صاحب کی غلط باتوں کی بھی تاویل کرتے رہے اور اپنے عظیم المرتبت اساتذہ کو بھی اس سلسلہ میں نظر انداز کرتے رہے۔ احقر کا تقریباً ایک سال بھر مولانا چراغ صاحب کے ساتھ اسی بارہ میں بحث و مباحثہ بھی ہوتا رہا اور احقر نے نہایت عاجزانہ طریق سے مولانا سے عرض کیا تھا کہ آپ کیلئے مناسب نہیں کہ آپ ایک ایسے شخص کے معتقد اور مرید بن جائیں جس پر علماء حق اعتماد نہیں رکھتے اور اس کی فکر صحیح نہیں اور مسائل اعتقادیہ میں وہ فحش غلطیاں کرتا ہے لیکن مولانا چراغ نے اپنی روش میں آخر تک کوئی تبدیلی نہیں کی، بحیثیت ایک تبصرہ نگار آپ کا فرض تھا کہ آپ ان حضرات کے بارے میں علماء کی ناراضگی یا اختلاف ضرور ذکر کرتے۔

(۳) اسی طرح حضرت مولانا سید عنایت اللہ صاحب گجراتی کو بھی جس طرح مشاہیر علماء کے سلسلہ میں متعارف کرایا گیا ہے، وہ نہایت مبالغہ آرائی اور خوش فہمی پر مبنی ہے۔ مولانا کی ابتداء ایک نہایت متقی، پرہیزگار، متدین عالم دین اور پرجوش مبلغ توحید کے عنوان سے ہوئی اور مزید برآں خاندانی طور پر بخاری سید ہونے کی بناء پر پیر طریقت بھی تھے اور مجلس احرار کے معزز رکن بھی تھے، احقر کم از کم بیس سال تک موصوف کے جوتے سیدھے کرنے میں فخر محسوس کرتا تھا اور انتہائی عقیدت تھی لیکن جب موصوف نے عقیدہ حیات النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے

سلسلہ میں انتہاء پسندی کا طریقہ اختیار کیا اور ضد اور انکار کا شیوہ اختیار کیا تو علماء حق کی جماعت کو بڑا صدمہ ہوا۔ موصوف اب تک اپنی اسی روش پر زندہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں ان کے بارے میں ''تذکرہ مشاہیر علماء'' کا بیان پڑھ کر افسوس ہوا کہ گویا موصوف ملت اسلامیہ کے تریاق اور پیر ہدیٰ ہیں حالانکہ ان کی جماعت کے لوگ علماء دیوبند کی تنقیص وتحقیر وتوہین کرنے میں خوشی محسوس کرتے ہیں اور ایک الگ فرقہ کی شکل اختیار کر لی ہے۔

احقر عبد الحمید عفی عنہ''

تبلیغی اجتماع کے متعلق ایک بھولی بسری یاد

یہ غالباً سن ۱۹۷۳ء کی بات ہے، جب بندہ کی عمر ابھی صرف سات برس تھی، میرے والدِ ماجد مفسرِ قرآن حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتی نور اللہ مرقدہ مجھے اپنے ساتھ تبلیغی اجتماع میں شرکت کے لئے رائیونڈ لے کر گئے تھے، ہمارے ساتھ تیسرے ساتھی مولانا الحاج قاری عبد الغفور بٹ قادریؒ فاضل جامعہ نصرۃ العلوم بھی تھے، جو اس وقت ابھی جامعہ میں زیرِ تعلیم تھے، ہم تین دن وہاں رہے تھے، اس وقت ابھی اجتماع پنڈال میں منتقل نہیں ہوا تھا، بلکہ قدیمی مرکز کی چھوٹی مسجد اور اس کے اطراف میں شرکاء خیمے لگا کر رہتے تھے اور مجمع بھی چند ہزار کی تعداد میں تھا، اس سال کی بہت سی باتوں میں سے خاص بات یہ ہے کہ تبلیغی جماعت کے مربی ومرشد شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی نور اللہ مرقدہ بھی حسبِ معمول تشریف لائے ہوئے تھے، وہ جس جگہ قیام پذیر تھے، والدِ ماجدؒ مجھے ان سے ملانے اور ان سے دعا کرانے کے لئے پیدل وہاں لے کر گئے تھے، اللہ رب العزت نے دینی دعوت کے اس اجتماع کو اپنی خصوصی عنایات سے شرفِ قبولیت بخشا اور اب نوبت یہاں تک پہنچی ہوئی ہے کہ اس اجتماع کو دو حصوں میں تقسیم کر کے مجمع کو بمشکل کھپایا جاتا ہے، یہ صرف اللہ کریم کے خصوصی فضل وکرم اور تبلیغی جماعت والوں کے اخلاص کی برکت ہے، وگرنہ ہم نے دیکھا ہے کہ ان کے مقابلہ میں اٹھنے والی متعدد تبلیغی جماعتیں کب کی دفن ہو چکی ہیں، بندہ کا معمول ہر سال اجتماع میں شرکت کا رہا ہے لیکن چند سال سے عوارضات کی بناء پر اب اجتماع میں شرکت تو نہیں ہو سکتی البتہ اس موقع پر چند بھولی بسری یادوں کے سہارے اپنا حصہ ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے، دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس جماعت کو تمام فتنوں سے محفوظ رکھے اور اہلِ جماعت کے اخلاص میں مزید برکتیں شامل فرمائے۔ آمین بحرمۃ امام المبلغین۔ (فیاض)

رپورٹ: مولانا قاری سعید احمد

جامعہ نصرۃ العلوم کے اعزازات

[۱] مورخہ ۲۳ نومبر بروز منگل بوقت صبح ۹ بجے بمقام جامع مسجد فاروقیہ پونڈانوالہ چوک گوجرانوالہ میں محکمہ اوقاف کے زیراہتمام آل ڈویژن اڑتیسواں مقابلہ حسن قرأت وحفظ القرآن منعقد ہوا، جس میں مختلف مدارس العربیہ، سکول وکالج کے تقریباً ۹۰ کے لگ بھگ طلباء نے حصہ لیا، اس میں مقابلہ میں کل چھ کیٹگریز تھیں۔

مقابلہ حسن قرأت میں اول پوزیشن جامعہ نصرۃ العلوم کے شعبہ قرأت عشرہ کے طالب علم قاری محمد وقاص الحسینی نے حاصل کی، مقابلہ حفظ القرآن میں کل چار کیٹگریز تھیں۔

پہلی کیٹگری مکمل قرآن پاک پر مشتمل تھی، جس میں اول پوزیشن جامعہ نصرۃ العلوم کے شعبہ قرأت عشرہ کے طالبعلم قاری حسین مقبول نے حاصل کی۔

دوسری کیٹگری بیس پاروں پر مشتمل تھی، جس میں پہلی پوزیشن جامعہ نصرۃ العلوم کے شعبہ تجوید سال دوم کے طالبعلم قاری نورحسنین نے اور دوسری پوزیشن تجوید سال اول کے قاری محمد عبداللہ سلفی نے حاصل کی۔

تیسری کیٹگری دس پاروں پر مشتمل تھی، جس میں اول پوزیشن جامعہ نصرۃ العلوم کے شعبہ تجوید سال اول کے طالب علم حافظ حنظلہ وسیم نے اور دوسری پوزیشن جامعہ نصرۃ العلوم کے شعبہ تجوید سال دوئم کے طالبعلم قاری عمر مقصود نے اور تیسری پوزیشن بھی جامعہ کے شعبہ تجوید سال دوئم کے طالبعلم قاری حارث فاروق نے حاصل کی۔

چوتھی کیٹگری پانچ پاوں پر مشتمل تھی جس میں تیسری پوزیشن جامعہ کے شعبہ تجوید سال اول کے طالبعلم حافظ عمر شکیل نے حاصل کی۔ یوں الحمد للہ اس مقابلہ میں پندرہ پوزیشنوں میں سے آٹھ پوزیشنیں جامعہ نصرۃ العلوم کے طلباء نے حاصل کر کے اپنے اساتذہ اور اپنے مادر علمی کا نام روشن کیا۔ اللھم زد فزد۔

(نوٹ) اس مقابلہ میں اول، دوئم، سوئم پوزیشن حاصل کرنے والے طلباء اب صوبائی مقابلہ ایوان اوقاف لاہور میں شرکت کریں گے، ان شاء اللہ۔

[۲] مورخہ ۱۰ نومبر ۲۰۲۱ء بروز بدھ بوقت صبح ۱۰ بجے بمقام ایم۔اے پیلس میرج ہال نیک روڈ ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں تحفظ مقدس اوراق فاؤنڈیشن کے زیر اہتمام آل ڈویژن دوسرا سالانہ مقابلہ صدائے حسنِ اذان منعقد ہوا جس میں پورے ڈویژن سے تقریباً ۴۷ کے لگ بھگ طلباء نے شرکت کی۔اس مقابلہ میں کل چھ پوزیشنیں تھیں۔ چوتھی پوزیشن جامعہ نصرۃ العلوم کے فاضل تجوید وقرأت قاری فضل الرحمٰن نے اور پانچویں پوزیشن جامعہ نصرۃ العلوم کے شعبہ قرأت عشرہ کے طالبعلم قاری وقاص الحسینی نے حاصل کر کے نقد انعام، شیلڈ اور کتابیں حاصل کر کے اپنے مادرِ علمی کا نام روشن کیا، الحمد للہ۔

[۳] مورخہ ۱۹ نومبر ۲۰۲۱ء بروز جمعۃ المبارک بوقت ۳ بجے سہ پہر بمقام جناح کنونشن سنٹر اسلام آباد میں نیشنل یوتھ ایوارڈ کے زیر اہتمام ایک پروقار تقریب منعقد ہوئی، جس میں مہمان خصوصی ڈپٹی اسپیکر قومی اسمبلی اسلام آباد تھے۔اس تقریب میں جامعہ نصرۃ العلوم کے فاضل و مدرس قاری وسیم اللہ امین حفظہ اللہ کو بیسٹ قاری آف پاکستان نیشنل یوتھ ایوارڈ محترم جناب قاسم سوری ڈپٹی اسپیکر قومی اسمبلی اسلام آباد نے اپنے دست مبارک سے دیا۔

[۴] مورخہ ۳۱، اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز اتوار کو جامع مسجد فاروقیہ نسبت روڈ ڈسکہ میں آل ڈویژن مدارس اسلامیہ کے طلباء کے مابین مقابلہ حفظ القرآن منعقد ہوا جس میں ۵۰ کے قریب طلباء نے حصہ لیا جس میں تیسری پوزیشن جامعہ نصرۃ العلوم کے شعبہ تجوید سال اول کے طالبعلم حافظ محمد حنظلہ وسیم نے حاصل کر کے نقد ۵۰۰۰ روپے کتابیں اور شیلڈ حاصل کر کے اپنے مادرِ علمی کا نام روشن کیا۔

[۵] مورخہ ۲۸، اکتوبر ۲۰۲۱ء بروز جمعرات کو جامع مسجد توحید (اہلحدیث) نوشہرہ روڈ گوجرانوالہ میں ضلع گوجرانوالہ کے مدارس اسلامیہ، سکول و اکیڈمیز کے طلباء کے مابین مقابلہ حفظ القرآن منعقد ہوا، جس میں ۵۰ کے قریب طلباء نے حصہ لیا، جس میں دوسری پوزیشن جامعہ نصرۃ العلوم کے شعبہ تجوید سال اول کے طالبعلم حافظ محمد عبداللہ سلفی نے حاصل کر کے نقد ۵۰۰۰ روپے اور میڈل حاصل کر کے اپنے مادرِ علمی کا نام روشن کیا۔

[٦] گزشتہ ماہ اسلامک رائٹرز موومنٹ پاکستان کے زیر اہتمام ''آن لائن صحافت کورس'' کے اختتام پر ''تحریری مقابلہ برائے تبصرہ نگاری'' کا انعقاد کیا گیا، جس میں سینکڑوں کی تعداد میں طلباء دینیہ وعصریہ سمیت دیگر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے شائقین حضرات نے بھی کثیر تعداد میں شرکت کی۔اِس مقابلے میں جامعہ کے طالب علم واجد معاویہ ہزاروی، متعلم جامعہ نصرۃ العلوم نے ملکی سطح پر اول پوزیشن حاصل کی۔

[۷] ۱۸، نومبر ۲۰۲۱ء کو سلطان فورٹ میرج ہال گوجرانوالہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت گوجرانوالہ کے زیر اہتمام ''ختم نبوت انعام گھر'' منعقد ہوا، جس میں جامعہ نصرۃ العلوم کے درجہ خامسہ کے طالب علم محمد طیب نے ایک عدد نیو موٹر سائیکل، درجہ رابعہ کے طالب علم ضیاء الرحمٰن ہزاروی نے ایک عدد نیو سائیکل اور جامعہ کے ایک فاضل مولانا سلیمان سلیم نے ایک عدد نیو لیپ ٹاپ اعلیٰ کارکردگی کی بناء پر بطورِ انعام حاصل کیا۔

علاوہ ازیں جامعہ کے دیگر طلباء محمد حذیفہ حیدر، عثمان مشتاق، عبد القیوم شاکر، انعام اللہ، یحییٰ زکریا اور بلال ربانی ہزاروی نے بھی اس موقع پر قیمتی انعامات حاصل کر کے اپنے مادر علمی کا وقار بڑھایا۔

[۸] ۱۱، نومبر ۲۰۲۱ء کو فیصل آباد میں بزم خطباء پاکستان کے تحت سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ کے فضائل و مناقب کے عنوان سے آل پنجاب تقریری مقابلہ منعقد ہوا، جس میں پنجاب بھر کے مدارس سے کثیر تعداد میں طلباء نے شرکت کی۔ مقابلہ ھٰذا میں جامعہ نصرۃ العلوم کے طالب علم شمس الحق دیروی نے پورے صوبے میں اول پوزیشن حاصل کر کے اپنے مادر علمی کا نام روشن کیا۔ موصوف کو اعزازی شیلڈ، کتب اور دیگر قیمتی انعامات سے نوازا گیا۔

فالحمد للّٰه كثيراً علٰى ذٰلك۔

مولانا محبّ اللہ کی تشریف آوری

۴، نومبر ۲۰۲۱ء کو جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمد نقشبندی نور اللہ مرقدہ کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا محبّ اللہ صاحب آف لورالائی بلوچستان سے تشریف لائے، وہ رائے ونڈ کے تبلیغی اجتماع میں شرکت کے سلسلہ میں سفر کر رہے تھے، دوپہر کے وقت تھوڑی دیر جامعہ کے طلبہ کرام سے اصلاحی بیان فرمایا اور بعد ازاں احقر سے نشست بھی کی، بہت کم لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ انہوں نے دورہ تفسیر ہمارے ہاں جامعہ نصرۃ العلوم میں پڑھا تھا، جس کا انہوں نے میرے ساتھ ملاقات میں اظہار بھی فرمایا، انہوں نے اس نشست میں تفسیر قرآن کے چند قیمتی نکات بھی اہلِ مجلس کے سامنے پیش فرمائے اور اساتذہ جامعہ کے لئے اپنے چند پمفلٹ ہدیہ بھی دیئے، چائے وغیرہ سے فراغت کے بعد وہ اپنے ہم سفروں کے ساتھ آگے سفر کے لئے روانہ ہو گئے، ہم ان کی جامعہ میں آمد پر تہہ دل سے ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ (فیاض)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

وفاق اور نیا بورڈ

[مولانا محمد فیاض خان سواتی]

گزشتہ ماہ ''مجمع العلوم الاسلامیہ پاکستان'' کے نام سے قائم ہونے والے نئے بورڈ نے لاہور میں اپنی ایک تقریب منعقد کی، جس میں شرکت کے لئے فقیر کو بھی دعوت دینے کے لئے گوجرانوالہ کے دو ذمہ دار حضرات جامعہ میں تشریف لائے، اپنے ایک مطبوعہ تعارف اور منصوبہ بندی کی کاپی بھی عنایت فرمائی، بندہ نے اس دن کہیں اور پروگرام کا وعدہ کر رکھا تھا، اس لئے ان سے شکریہ کے ساتھ معذرت کر لی۔

اس موقع پر بندہ فقیر ایک وضاحت کرنا ضروری خیال کرتا ہے کہ جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ تعلیمی لحاظ سے ''وفاق المدارس العربیہ پاکستان'' سے اور سیاسی لحاظ سے "جمعیۃ علماء اسلام'' سے منسلک ہے، لیکن اس کے باوجود بھی علمی اور سیاسی ہر دو لحاظ سے اپنے مخالفین سے مخاصمت کو درست نہیں سمجھتا، اسی لئے جامعہ نصرۃ العلوم کا ہمیشہ سے یہ طرہ امتیاز رہا ہے کہ یہاں ہر طبقہ کے لوگ آتے جاتے رہتے ہیں، اور ہم بھی ان کی طرف سے دعوت میں شرکت کو معیوب نہیں سمجھتے، بندہ چونکہ گزشتہ ربع صدی سے صحافت کے شعبہ سے بھی منسلک ہے اور ''ماہنامہ نصرۃ العلوم'' کا ایڈیٹر چلا آرہا ہے، اس لحاظ سے بسا اوقات ''وفاق'' اور ''جمعیۃ'' کی پالیسی کے برعکس اپنے تجزیہ کے لئے بعض پروگراموں میں شریک ہونا اپنا حق سمجھتا ہے۔

باقی کون صحیح ہے کون غلط ہے، آنے والا وقت یہ بات خود بخود ثابت کر دے گا، کیونکہ ایک بورڈ کئی عشروں سے مسلسل میدانِ عمل میں ہے اور ایک ابھی نومولود ہے، میرا مختصراً ذاتی تجزیہ یہ ہے کہ ان میں سے جو بھی اپنے اہداف پر نئی نسل کو مطمئن کر سکے گا، وہ کامیاب ہو جائے گا، جب کہ دوسرا منہ ہی دیکھتا رہ جائے گا، لہٰذا نئی نسل کی امنگیں اور ضروریات کیا ہیں؟ ان کو نظر انداز کرنا کسی کے لئے بھی خودکشی کے مترادف ہوگا، و ما علینا الا البلاغ۔